مانع منها وهی تمثیل لظهور فضله ﷺ (۳۴) ''معراج کے حالات میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ آپ ﷺ نے بیت المقدس میں تمام انبیاء کو نماز پڑھائی تھی۔ یہ بات کسی صحیح حدیث میں ثابت نہیں ہے''

امام بخاری نے معراج کی روایت میں اس نماز کا مطلقاً ذکر نہیں کیا مسلم میں صرف اتنا ذکر ہے کہ یہ نماز واپسی میں پڑھائی گئی ہے۔ محدث محمد حوت البیروتی فرماتے ہیں:۔اس کے بعض راوی سنداً مخدوش ہیں مسند احمد بن حنبل اور ترمذی تفسیر سورۃ اسراء میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اس بات کے قائل تھے آپ ﷺ نے آتے جاتے سرے سے نماز ہی نہیں پڑھی۔

☆ وكذا رؤيته للانبياء ليلة الاسراء هی تمثيل لارؤية جسم.(۳۵)

''معراج کی روایات میں ہے آپ ﷺ نے آسمانوں پر انبیاء سے ملاقات کی تھی اسی طرح آپ نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں یہ ان کی جسمانی رویت نہیں ہے بلکہ تمثیلی رویۃ ہے۔۔۔جس طرح ایک نماز میں آپ ﷺ کے سامنے دوزخ اور جنت کو دیوار پر متمثل کر کے پیش کر دیا گیا تھا'' اسی طرح بخاری میں بھی موجود ہے۔

☆رؤيته لعلى ليلة الا سرا فى السماء فى صورة سبع فتح له فاه وفيه خاتمه فامانزل وجد خاتمه مع على. باطل و كذب شنيع(۳۶)

☆انه ﷺ استوحش ليلة الا سراء بعد أن فارقه جبريل فر أى أبابكر فو ق السموات باطل لايصح(۳۷) اس قسم کی جتنی بھی شیعہ وسنی مرویات ہیں ان کی کوئی اصل نہیں ہے۔

علامہ ابوالخیر اسدی لکھتے ہیں:۔

''نفس معراج کے انکار سے کفر لازم آتا ہے۔ معراج کے بارے میں آجکل ایسی کیفیات بیان کی جاتی ہیں۔ جن کی تعبیر معراج کے اصل حقائق کو مسخ کر دیتی ہے ہمیں معراج کے وجود سے انکار نہیں ہے۔ بلکہ ان خام توجیہات سے انکار ہے۔ جس سے آپ کے وجود کو بشری حدود سے خارج کر کے کائنات کے ایک ماورائی وجود میں تبدیل کر دیا گیا ہے (مثلاً علامہ کاظمی صاحب معراج النبی میں لکھتے ہیں:۔آپ جب مکہ سے بیت المقدس کی طرف گئے تو بشری وجود کے ساتھ گئے۔اس کے بعد بیت المقدس سے سدرۃ المنتہیٰ تک ملکی وجود کے ساتھ گئے۔اور سدرۃ المنتہیٰ سے جب آپ عرش

Marfat.com

پر گئے تھے۔اس وقت آپ نہ بشری وجود میں تھے۔اور نہ ملکی وجود میں۔آپ خود ہی انصاف کریں کہ اس تیسرے وجود کو جس صفت سے بھی موصوف کریں گے۔اس سے جسمانی معراج کا صریح انکار نہیں ہے؟اسی طرح کی ایسی دوسری روایات بھی ہیں۔جن سے جسمانی معراج کا صریح انکار پایا جاتا ہے۔بلکہ ایسی روایات سے معراج میں آپ کا الوہی مقام نمایاں ہو جاتا ہے۔جناب جامی صاحب بھی ایسے عقیدے کے حامل ہیں جسے علامہ کاظمی نے درج کیا ہے(روح المعانی ج ۱۵) ہمیں معراج کی صرف اس قسم کی تعبیرات سے اختلاف ہے۔(۳۸)

معراج کے بنیادی عقیدے میں کسی کو بھی اختلاف نہیں صرف معراج کی کیفیت میں صحابہ کرامؓ اور اسلاف کا اختلاف ہے۔عائشہ رضی اللہ عنہا، معاویہؓ اور حسن بصری روحانی معراج کے قائل ہیں اکابر کی اکثریت جسمانی معراج کی قائل ہے بعض سلف صالحین روحانی اور جسمانی کیفیت میں الجھنا نہیں چاہتے کہ آپ ﷺ آسمان پر کیسے اور کس طرح گئے معراج کو تو مانتے ہیں۔لیکن اس کی کیفیت کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔سلیمان ندوی سیرۃ النبی میں لکھتے ہیں:۔

''سلف صالحین اسی عقیدہ پر تھے اور ہم بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں معراج کی اس کیفیت میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اسلاف نے اسے راجع اور مرجوع پر محمول کرتے ہوئے ایک دوسرے کی تغلیط اور تضلیل نہیں کی''معراج کے بارے میں تحقیقی مقالہ زیر تسوید ہے۔

☆والذی نفس محمد بیده لو دلیتم بحبل الی الا رض السفلی لهبط علی الله ....هو الا ول والا خر والظاهر والباطن وهو بکل شیء علیم(رواہ ترمذی)

''مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر تم اسفل زمین کی طرف رسالٹکاؤ وہ اللہ پر اترے گا وہ اوّل، آخر، ظاہر اور باطن ہے وہ ہر شے کا علم رکھنے والا ہے''

وقال ابن الجوزی ،هذا لا یصح عن رسول ﷺ والحسن لم یسمع من ابی هریرة رضی الله عنه وقیل له من این تحدث هذه الاحادیث فقال من کتاب عند نا سمعت من رجل و کان الحسن یحدث عن الضعفاء .(۳۹)

''ابن جوزی کے بقول یہ رسول ﷺ سے بہ سند صحیح ثابت نہیں اور حسن کا ابو ہریرۃ سے سماع نہیں ہے حسن کو کہا گیا

تو یہ احادیث کہاں سے روایت کرتا ہے اس نے کہا ہمارے پاس ایک کتاب ہے اس سے روایت کرتا ہوں ایک مرد سے میں نے سنا ہے اور حسن ضعفاء سے حدیث کرتا ہے"

ہوالاول والاخر کے جواب کے لیے دیکھیے توحید نمبر۳۔فلسفہ توحید اور ذرائع علم کی عجمی تشکیل، ص ۲۳۰

لہذا یہ آیت وحدۃ الوجود کی موید نہیں ہو سکتی۔

☆لولاک لما خلقت افلاک "اے نبی اگر آپ نہ ہوتے تو میں افلاک پیدا نہ کرتا"

جس کلمہ کی تفہیم پر ہماری نجات موقوف ہے اس کے دو اجزا ہیں پہلے جز میں لا الہ الا اللہ کے ذریعہ توحید کی تشریح بیان کی گئی ہے اور دوسرے جز و میں محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ ایمان بالرسالت کا حکم دیا گیا ہے۔عصر حاضر میں اس کی معنوی تفہیم میں کچھ عجمی تصورات داخل ہو گئے ہیں۔جس کا آغاز باطنی تصوف کے ذریعے یہودیت، عیسائیت سے ہوتا ہوا کشفی، الہامی، منامی حکایات کے ذریعے امت محمدیہ کے متصوفین میں داخل میں ہوا۔اس کے بعد اکثر مکاتب فکر (School Thought) اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔لہذا ثابت ہوا کہ موجودہ حکایاتی تصوف یہودیت کی باطنیت سے ماخوذ ہے۔

ناصر الدین البانی لکھتے ہیں:۔

كما قال الصنعاني في الا حا ديث :لموضوعة ،ص ۷ واما قول الشيخ القاري (ص ۵۹) لكن معنا ه صحيح فقد روى الد يلمى عن ابن عباس مرفو عاً أتا نى جبرائيل فقال يا محمد لو لا ک لما خلقت الجنة ولولاک ما خلقت النا ر وفي رواية ابن عساكر لولا ک ما خلقت الدنيا.

فا قول الجزم بصحة معانه لا يليق إلا بعد ثبوت ما نقله على الد يلمى وهذا مما لم أر احدًا تعرض لبيانه وانا وإن كنت لم اقف على سنده فانى لا تر دد فى ضعفه وحسبنا في التدليل على ذلک تفر د الديلمى به واما رواية ابن عساكر فقد اخر جها ابن الجوزى ايضا في حديث طويل عن سلمان مر فوعاً و قال انه موضوع واقره السيوطى فى(۴۰)

Marfat.com

''یہ روایت موضوع ہے جیسا کہ صغانی نے ''الاحادیث الموضوعہ'' میں ص ۷ پر تحریر کیا ہے اور رہا ملا علی قاری کا یہ دعویٰ کہ اس روایت کے معنی صحیح ہیں اور پھر اس سلسلہ میں انہوں نے دیلمی کی ایک روایت پیش کی اور اس کے بعد ابن عساکر کی روایت بیان کی۔ لیکن میرے نزدیک اس کے معنی کی حجت کا دعویٰ تو اسی وقت کیا جا سکتا ہے۔ کہ جب دیلمی کی روایت کا صحیح ہونا ثابت ہو جائے۔ کیونکہ کسی اور مصنف نے اس روایت کو بیان نہیں کیا اور دیلمی کی سند سے میں واقف نہیں لیکن مجھے اس روایت کے ضعیف ہونے میں کوئی تردد نہیں۔ ہمارے نزدیک اس کے ضعف کے لیے یہی دلیل کافی ہے کہ اسے دیلمی کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا اور ابن عساکر نے ایک طویل روایت سلمان سے مرفوعاً نقل کی ہے۔ لیکن ابن جوزی کہتے ہیں یہ موضوع ہے اور سیوطی نے بھی اللالی المصنوعۃ فی الاحادیث موضوعہ، ص ۲۷۲ پر اسے موضوع قرار دیا ہے''

علامہ حبیب الرحمٰن کاندھلوی لکھتے ہیں:۔

ہمارے نزدیک ان روایت میں دو ایسے عیوب پائے جاتے ہیں کہ ان کی موجودگی میں یہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ تو کیا ہوتے یہ الفاظ تو ایک جاہل عرب بھی استعمال نہیں کر سکتا۔ جس کی دو وجوہات ہیں

ا۔ آپ، یا، تو یعنی واحد حاضر کے لیے عربی '' انـــت'' کی ضمیر آتی ہے۔ اے اللہ آپ میرے رب ہیں۔ اور جیسے انت ارحم الراحمین ''آپ بہت بہتر رحم کرنے والے ہیں'' اور ''کاف'' زبر والا ضمیر مفعول کے لیے آتا ہے جو تجھ کے معنی دیتا ہے۔ جیسے اللھم انانستعینک و نستغفر ک و نومن بک و نتو کل علیک ''اے اللہ ہم تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس اصول سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس کی عربی تک غلط ہے۔ اس روایت کو اللہ کی جانب بھی منسوب کیا جاتا تو ہم اسے جھوٹا تصور کرتے، کجا کہ اللہ تعالیٰ کو عربی سے ناواقف تسلیم کیا جائے۔

۲۔ ما خلقت ماضی کا صیغہ ہے اور ماضی پر لام تاکیدی پوری عربی زبان میں نہیں آتا یہ روایت ایران کے خدائے اہرمن نے وضع کی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی ذات تو اس جہالت سے پاک ہے اس کی صفت تو یہ ہے کہ و ھو بکل شیء علیم کہ وہ ہر شے کو جانتا ہے اور بلحاظ عربیت اس مقام پر ماضی کے بجائے مضارع کا صیغہ آنا چاہیے تھا۔ نیز افلاک آسمانوں کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا۔ بلکہ افلاک سے مراد موہوم دائرے ہوتے ہیں جن کے گرد سیارے چکر کاٹتے ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ اس روایت کا تو آگا پیچھا بھی درست نہیں۔ اسے حدیث کہنا بھی گناہ عظیم ہے۔ بلکہ ان باتوں کے جاننے کے

Marfat.com

بعد اگر کوئی اسے حدیث کہے تو مجھے تو اس کے کفر کا خطرہ ہے۔(۴۱)

اس روایت پر وحدۃ الوجود کی بنیاد استوار ہے۔اس کے اثرات سے توحید، رسالت اور آخرت کا تصور باطل ثابت ہوتا ہے۔

i- اور اللہ تخلیق کے لیے علت مادیہ کا محتاج ثابت ہوتا ہے۔

ii- مقام رسالت تکوینی مقام میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

iii- جس سے اجرائے نبوت کا چور دروازہ کھلتا ہے۔

iv- قیامت کا انکار لازم آتا ہے۔ v- مرزائیت کی ظلی و بروزی نبوت کی بنیاد بھی اسی پر استوار ہے۔

نظریہ لولاک کے تحت محمد ﷺ کے وجود کو باعث تخلیق کائنات کی علت اوّل بنا کر مقصود کائنات کا درجہ دیا گیا ہے۔اس مصدر کائنات کا دوسرا نام حقیقت محمدیہ ہے۔اس نظریہ کو سب سے پہلے ابن عربی نے پیش کیا ہے ابن عربی کے اس فلسفہ کی ساری بنیاد کشفی خواب پر ہے۔

(ا) نظریہ لـــو لا ک کے تحت محمد ﷺ کے وجود کو باعث تخلیق کائنات کی علت اوّل بنا کر مصدر کائنات کا درجہ دیا گیا ہے۔اس مصدر کائنات کا دوسرا نام حقیقت محمدیہ ہے۔اس نظریئے کو سب سے پہلے جس نے فلسفے کی صورت میں پیش کیا ہے۔وہ ابن عربی ہے۔(ابن عربی نے حقیقت محمدیہ کا نظریہ روافض سے اخذ کیا ہے۔سلیم بن قیس رافضی وہ پہلا شخص ہے۔جس نے اس نظریئے کو اپنی کتاب سلیم بن قیس میں درج کیا ہے۔یہ کتاب شیعہ مسلک کی سب سے قدیم کتاب ہے۔

اس عقیدے کا مقصد یہ ہے کہ تخلیق کائنات کے بعد اس تمام کائنات میں جو اللہ تعالیٰ کا تکوینی تصرف جاری ہے۔اس تصرف کے تکوینی تعلق کو اللہ سے منقطع کر کے ذات نبویہ حقیقت محمدیہ کے ساتھ وابستہ کر دیا جائے۔عصر حاضر میں ایسے عقیدے والوں نے صاف تصریح کر دی ہے۔

"کہ تمام کائنات جس طرح اپنے ظہور کے لیے حقیقت محمدیہ یعنی ذات نبویہ کی محتاج تھی اسی طرح اس کائنات کا ذرہ ذرہ اپنی بقا کے لیے بھی ذات نبویہ کا محتاج ہے۔نظریہ لـــو لا ک کا یہی مفہوم ہے"۔اس عقیدے کے تحت وہ ذات نبویہ کو مبداء کائنات اور روح الاکوان بھی کہتے ہیں (اس نظریئے کے حاملین علماء نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے) کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے نائب اور خلیفہ

Marfat.com

اللہ الاعظم ہیں۔آپ ﷺ کی اس خلافت کا مفہوم یہ ہے کہ کائنات کا جتنا تکوینی نظام ہے۔وہ نظام آپ ﷺ کے سپرد ہے۔اس نظریئے کا ماخذ حقیقت محمدیہ کا فلسفہ ہے۔خلافت ونیابت کا قدیم ماخذ نظریہ حلول ہے۔جس کے ذریعے الوہی تصرف مخلوق میں منتقل ہو جاتا ہے۔مسیحیت کا نظریہ تثلیث روافض کا نظریہ عصمت آئمہ اور وجودیہ صوفیہ کا نظریہ ولایت ہے۔ان سب نظریات کا ماخذ حلول وتناسخ کا قدیم آریائی تخیل ہے)۔لیکن لا الہ الا اللہ کا مفہوم یہ ہے۔جس طرح کائنات کی ہر شے کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔اس طرح اس کائنات کا ذرہ ذرہ اپنی بقا اور نشو ونما کے لیے تا ابد اللہ تعالیٰ کے تکوینی تصرف کا حقیقی محتاج ہے۔

(۲) جس نبی کو اللہ کی طرف سے نبوۃ ملتی ہے۔اس کے لیے پہلی شرط یہ ہے۔

(i) اس کے لیے پہلے جنس بشر سے کسی عنصری وجود کا انتخاب کیا جائے۔

(ii) دوسری شرط یہ ہے کہ اس کا آغاز نزول وحی کے ساتھ کیا جائے۔

(iii) تیسری شرط یہ ہے چونکہ نبوۃ کا مقصد تشریعی احکام کی تبلیغ ہوتا ہے۔اس مقصد کی تبلیغ اور اشاعت کے لیے اس نبی کے زمانے میں کوئی امت بھی موجود ہو۔

لیکن محمد ﷺ کی نبوۃ کی اس طرح تشریح کی گئی ہے۔کہ آپ ﷺ کا وجود عنصری ابھی پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔کہ آپ ﷺ کو نبوۃ کا مقام مل چکا تھا۔اس طرح آپ ﷺ کی اس نبوۃ میں یہ تینوں شرائط مفقود نظر آتی ہیں۔

اس نظریئے کا مقصد یہ ہے کہ آپ ﷺ کی نبوۃ کو نبوت بالذات ثابت کر کے دوسرے تمام انبیاء کی نبوۃ کو نبوت بالعرض کا درجہ دے دیا جائے۔بالعرض نبوۃ کا مفہوم یہ ہے کہ حقیقی نبی تو آپ ﷺ ہیں۔باقی تمام انبیا علیہم السلام اور ان کی امتیں آپ ﷺ کی امت میں شامل ہیں۔اس وجہ سے آپ ﷺ نبی الانبیاء بھی کہلاتے ہیں۔باقی تمام نبی نبوۃ بالعرض کی وجہ سے آپ ﷺ کے نائب تھے۔اسی نظریئے کے تحت ابن عربی اور امام سبکی نے لکھا ہے (فتوحات مکیہ، خصائص الکبریٰ) کہ آپ ﷺ صرف اس امت کے لیے مرسل نہ تھے بلکہ آدم علیہ السلام سے لے کر تا ابد تمام انسانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔اگر نبوۃ کا آغاز آدم علیہ السلام کی نبوۃ سے کیا جائے۔

Marfat.com

تو پھر یہ سلسلہ نبوۃ ذات نبویہ پر ختم ہو جاتا ہے۔ختم نبوۃ کا یہی مقصد ہے کہ اس تاخر زمانی کی وجہ سے آپ ﷺ کے بعد تا ابد دوسرا کوئی نبی نہیں آسکتا ذات نبویہ کی وفات کے بعد اگر کوئی شخص نبوۃ کا دعویٰ کر لے تو وہ قطعی کافر ہے۔اگر ذات نبویہ کی نبوۃ کا آغاز تخلیق آدم علیہ السلام سے ماقبل مانا جائے تو اس کے بعد جتنے نبی آئیں گے۔ظاہر ہے کہ ان کی نبوۃ کو آپ ﷺ کی نبوۃ سے موخر مانا جائے گا۔اس تاخر زمانی کی وجہ سے لا نبی بعدی کا مفہوم بدل جائے گا۔اس اشکال سے بچنے کے لیے زمانی ختم نبوت کے ساتھ مرتبی ختم نبوۃ کی اصطلاح وضع کی گئی ہے۔اور اس مرتبی ختم نبوۃ کو زمانی ختم نبوۃ پر ترجیح دے کر زمانی ختم نبوۃ کو ذیلی درجے میں داخل کر دیا گیا ہے۔مرتبی ختم نبوۃ کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح آپ ﷺ کی ذات پر نبوۃ کا مرتبہ ختم ہو جاتا ہے۔اسی طرح ہر نبی کی نبوۃ کا آغاز بھی آپ ﷺ کی نبوۃ سے ہوتا ہے۔اس سے نبوۃ کا مبداء بھی ثابت ہوتا ہے اور منتہا بھی۔مرتبی ختم نبوۃ۔زمانی تقدم میں مقید نہیں ہوتی۔آپ ﷺ کی وفات کے بعد اگر کوئی نیا نبی بھی بالفرض آجائے۔تو اس مرتبی نبوت سے اس موخر نبی کی نبوۃ کا بھی اجراء ہو سکتا ہے۔ذات نبویہ کی تشریعی نبوۃ جس کا آغاز نزول قرآن کے بعد ہوتا ہے۔اس تشریعی نبوۃ کو نبوۃ بالذات اور مرتبی ختم نبوۃ کا درجہ دے کر مقام نبوۃ کی صحیح تعبیر کو کمزور کر دیا گیا ہے جس کے نتیجے میں باقی اولوالعزم انبیاء کی نبوۃ بالعرض ہونے کی وجہ سے مجاز کی صورت اختیار کر لیتی ہے نبوۃ بالذات کے فلسفے میں چونکہ اجراء نبوۃ کا باب بند نہیں ہوتا۔اس لیے ابن عربی ختم نبوۃ کی اس طرح تشریح کرتا ہے کہ

اس ختم نبوۃ کی وجہ سے ذات نبویہ کے بعد تشریعی نبوۃ کا اجراء تو نہیں ہو سکتا لیکن غیر تشریعی نبوۃ کا اجرا ہو سکتا ہے۔کسی چیز کے وجود سے اجراء تب ثابت ہو سکتا ہے جب تک اس چیز کی اصل میں حلولیت کا وصف موجود نہ ہو۔جب نبوۃ کے وجود سے غیر تشریعی نبوۃ کا اجراء ہو سکتا ہے۔تو آپ غور فرمائیں تو ایسی نبوۃ سے غیر تشریعی نبوۃ کے علاوہ کتنی اقسام کی نبوۃ کے اجراء کا احتمال ہو سکتا ہے

قرآن وحدیث میں عالم ارواح کی تقدیم کا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے۔جن احادیث میں عالم ارواح کے تقدم کا ذکر پایا جاتا ہے وہ سند کے لحاظ سے اتنی قوی نہیں ہیں کہ ان سے کوئی صحیح دلیل ثابت ہو سکے۔(امام ابن قیم کتاب الروح میں اور امام غزالی عالم ارواح کی روایات کو نص قطعی

Marfat.com

کے خلاف شمار کرتے ہیں) تقدیم ارواح کے نظریئے کو سب سے پہلے روافض نے اختراع کیا ہے۔

﴿ واذ أخذ ربک من بنی آدم من ظهورهم ذريتهم وأشهدهم على انفسهم ألست بربكم قالو بلىٰ﴾ قالوا وهذا الا ستنطاق والا شهاد انما كان لِ رواحنا اذلم تكن الا بدان حينئذ موجودة....عمر بن الخطاب سئل عن هذه الاية ... فقال سمعت رسول ﷺ يسال عنها فقال خلق الله آدم ثم مسح ظهره بيمينه فاستخر ج منه ذريته فقال خلقت هؤلاء للنار وبعمل اهل النار يعملون، وخلقت هؤلاء للجنة ويعمل اهل الجنة يعملون...(۴۲)

"واذاخذ ربک من بنی آدم اور جب تمہارے رب نے آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد نکالی اور ان کو اس پر گواہ بنایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا کیوں نہیں، ظاہر ہے کہ یہ اقرار روحوں سے لیا گیا تھا۔ کیونکہ اس وقت بدن کہاں تھے عمر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا فرمایا میں نے سنا آپ ﷺ سے بھی اس کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ نے آدم علیہ السلام کو تخلیق کیا۔ پھر ان کی پشت پر اپنا سیدھا ہاتھ پھیرا اور اس سے ان کی تمام اولاد نکالی۔ اور فرمایا میں نے انہیں جہنم کے لیے پیدا کیا یہ جہنم والوں کے سے عمل کریں گے اور میں نے جنہیں جنت کے لیے تخلیق کیا۔ اور یہ جنت والوں کے سے عمل کریں گے"

ابن قیم فرماتے ہیں:۔

وأما حديث مالک فقال ابو عمر هو حديث منقطع مسلم بن يسار ولم يلق عمر بن الخطاب وبينهما فى هذا الحديث نعيم بن ربيعة وهو ايضاً مع هذا الا سناد لا يقوم به حجة،ومسلم بن يسار هذا مجهول قيل انه مدنى وليس بمسلم ابن يسار البصرى قال ابن ابى خيثمة قرأت على يحيىٰ بن معين حديث مالک هذا عن زيد بن ابى انيسة فكتب بيده على مسلم بن يسار" لايعرف"(۴۳) "موطا والی حدیث کو ابو عمر منقطع بتاتے ہیں مسلم بن یسار کی عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں اور اس حدیث میں ان دونوں کے درمیان نعیم بن ربیعہ ہیں اور وہ بھی اس سند کے ساتھ قابل حجت نہیں نیز یہ مسلم بن یسار مجہول ہیں کہا جاتا ہے کہ یہ مدنی ہیں بصری نہیں۔ ابن ابی خیثمہ فرماتے میں نے یحیٰی بن معین سے مالک کی یہ حدیث پڑھی انہوں نے ہاتھ سے مسلم بن یسار کے بارے میں لکھا کہ یہ معروف نہیں ہیں"

Marfat.com

اس آیت کی تفسیر کا جن جن روایات میں ذکر ہے جیسے آدم علیہ السلام کی پشت سے تمام ارواح کو ذرات کی صورت میں یا چیونٹیوں کی شکل میں نکال کر ان سے عہد الست لیا گیا تھا اس قسم کی تمام روایات ایسی مجروح ہیں کہ ان سے کسی بنیادی عقیدے کا استشہاد نہیں ہوسکتا امام ابن قیم نے اس قسم کی تمام روایات کو جمع کر کے تغلیط ثابت کی ہے۔

امام شوکانی فرماتے ہیں کہ بعض آئمہ محققین کے نزدیک اس آیت میں جس میثاق کا ذکر کیا گیا ہے اس میثاق سے فطری اور حالی عہد مراد ہے عالم ارواح سے حالی عہد ثابت نہیں ہوتا۔ یہ عہد تشریعی ہے۔اس میں شرک وتوحید کا میثاق لیا گیا ہے۔

ولما كانت هذه آية الا عراف فى سورة مكية ذكر فيها الميثاق والا شهاد العام لجميع المكلفين ممن اقربر بوبيته ووحدا نيته وبطلان الشرک وهو ميثاق واشهاد تقوم به عليهم الحجة وينقطع به العذر وتحل به العقوبة ويستحق بمخالفته الا هلاک فلا بد ان يكونوا ذا كرين له عارفين به و ذلک ما فطرهم عليه من الا قرار بر بو بيته وانهم ربهم وفاطر هم وانهم مخلوقون مربوبو ن ثم ارسل اليهم رسله يذكرو نهم بما فى فطرهم....(۴۴)

''اعراف والی آیت مکہ والی سورت میں ہے اس لیے اس میں عام میثاق بیان کیا جو ان سب لوگوں کو شامل ہے جنہوں نے اللہ کی توحید ربوبیت، توحید الوہیت اور شرک کے حرام ہونے کا اقرار کیا یہ ایسا میثاق ہے جس سے ان پر حجت قائم ہوتی ہے اور کوئی عذر قابل قبول نہیں رہتا اور اس کی مخالفت سے عقوبت وہلاکت حلال ہو جاتی ہے لہذا اس کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کیونکہ اللہ نے انسان کو اسی پر تخلیق کیا ہے کہ بندے اس کا اقرار کریں کہ اللہ ہی ان کا خالق ومربی ہے اور وہ مخلوق ومربوب ہیں پھر یہ فطری عہد یاد دلانے کو رسولوں کو مبعوث اور شریعتیں مقرر فرمائیں''

امام ابن قیم اس آیت کا صحیح مفہوم اس طرح بیان کرتے ہیں۔

ولكن الا ية دلت على ان هذا الا خذ من بنى آدم لامن آدم وانه من ظهور هم لا من ظهره وانهم ذرياتهم بعد امة وانه اشهاد تقوم به الحجة له سبحانه فلا يقول الكا فر يوم القيامة كنت غافلاً عن هذا ولا يقول الولد اشرک ابى

Marfat.com

وتبعته فان ما فطر هم الله عليه من الا قرار بربوبيته وانه ربهم وخالقهم و فاطرهم حجة عليهم ثم دل حديث عمر و غيره على امر اخر لم تدل عليه الا ية وهو القدر السابق والميثاق الا ول....(۴۵)

''بلکہ آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے بنی آدم کو آدم علیہ السلام کی پشت سے نہیں بلکہ نسلاً بعد نسل یکے بعد دیگرے ان کو خود انہی کی پشت سے نسلاً بعد نسل یکے بعد دیگرے تخلیق کیا اور ان سے اپنی ربوبیت کا اقرار اس لیے لیا کہ قیامت کو کافر یہ نہ کہے کہ میں اس سے غافل تھا اور بیٹا یہ عذر پیش نہ کرے کہ پہلے میرے باپ نے شرک کیا میں تو اس کا پیروکار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت وخالقیت کا اقرار جب ان کی فطرت وسرشت میں رکھ دیا تو ان پر بلاشبہ یہ حجت قائم ہوگئی عمر رضی اللہ عنہ سے تقدیر سابق اور میثاق ارواح اول ثابت ہوتے ہیں''

عالم ارواح کسی واقعہ کا نام نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ایک قانون بیان کر کے یہ تعلیم دی ہے کہ ہم انسانوں سے بذریعہ انبیاء اپنی ربوبیت کا عہد لیتے ہیں تا کہ قیامت والے دن کوئی عذر یا بہانہ نہ کر سکیں یہ بات صحیح نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کی ارواح کو کہیں ایک جگہ جمع کیا ہو۔ جبکہ قرآن کریم کی آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے''ثم انشاء نه خلق آخر ''(۱۴:۲۳)وجود کی تکمیل کے بعد روح امر ربی سے تخلیق کر کے داخل کر دی جاتی ہے۔ روحوں کے ماقبل کا نظریہ سراسر تحریف قرآن پر مبنی ہے۔ جب روحوں کے قبل ابدان کی موجودگی صحیح نہیں تو ان سے عہد لینے کا تصور مضحکہ خیز بات ثابت ہوتی ہے۔ قرآن کریم کی آیت الست بربکم کے الفاظ بھی عہد ارواح پر دلالت نہیں کرتے یہ مسئلہ تین شکلوں میں موجود ہے۔

۱۔ عوام الناس کہتے ہیں کہ تخلیق انسانیت سے قبل روحوں سے عہد لیا گیا ہے

۲۔ حدیث میں ہے تخلیق آدم علیہ السلام کے بعد پشت آدم سے چیونٹیوں کی مانند ایک مخلوق نکالی گئی جن سے اللہ تعالیٰ نے عہد لیا اور واپس کر دیا۔

۳۔ قرآن کریم میں ہے''واذا اخذ ربک من بنی آدم من ظهورهم وذريتهم

عہد اولاد آدم علیہ السلام کی نسل در نسل سے لیا گیا ہے۔

نبی ﷺ کو سابقہ اقوام جو تمام سابقہ انبیاء کے ادوار میں گزر چکی تھیں ان کے ساتھ کیے گئے عہد و

پیمان کا ذکر کیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے بھی مختلف میثاقوں کا ذکر کیا ہے یہاں بھی فرمایا کہ اے نبی ہم نے سابقہ اقوام سے اپنی ربوبیت کا اقرار کرایا۔اور فرمایا کہ جب تیرے رب نے اولاد آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد نکالی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا۔

معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کی اولاد سے نکلنے والی اولاد روح نہیں اور نہ ہی کوئی اجتماع ہے بلکہ اولاد آدم علیہ السلام جس طرح سلسلہ در سلسلہ آتی رہی اللہ تعالیٰ ان تک اپنا پیغام بھیجتے رہے اس پیغام کو سننے کے بعد وہ اقرار کرتے رہے۔اس کے بعد مشرکین کے لیے حجت تمام کر دی۔تا کہ قیامت والے دن یہ کوئی عذر پیش نہ کر سکیں۔ اس قسم کے نظریات نے اسلام کو کافی نقصان پہنچا ہے۔ i- ارواح کو قدیم ثابت کیا گیا ہے۔

ii-ارواح کو باشعور باعلم اور بارادہ ثابت کیا گیا ہے۔

iii-ارواح کو مافوق الفطرت صفات اور اختیارات کا مالک قرار دیا گیا ہے۔ یہ ساری بحث از روئے قرآن، اسلام کے خلاف اور شرک کا باعث ہے۔ محققین نے لکھا ہے کہ اس عہد میں تنبیہ یہ ہے کہ اسے انسانوں سے نسلاً بعد نسلٍ انبیاء کے ذریعے لیا گیا ہے۔یعنی ایک مکمل باشعور عاقل انسان سے لیا گیا ہے۔اس کی اصل سازش یہ ہے اس عہد کو شیعہ نے وضع کیا ہے۔ پھر ابن عربی نے اپنی کتب میں درج کیا ہے۔امام سبکی نے محمد ﷺ کی نبوت بالذات کو ثابت کرنے کے لیے نسیم الرجال میں درج کیا ہے۔ کنت نبیا و آدم بین الماء والطین کی موضوع روایت سے محمد ﷺ کو اقوام عالم کا نبی ثابت کیا ہے۔امام سبکی کا رد خفاجی محدث نے کیا ہے۔قاسم نانوتوی صاحب نے آب حیات، ص ۴۷ ''اسم علیم مربی روح'' ہے۔ کنت نبیا والی نبوت بالفعل اور قرآن بالقوہ ہے۔علامہ خالد محمود ''عقیدت الامت'' میں لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی روح اس جہان میں بالفعل نبی تھی۔اسی طرح ''مدارج النبوت'' میں جامی اور باقی دوسرے علمائے دیوبند نے درج کیا ہے۔حالانکہ اس روایت کا کوئی وجود بھی نہیں ہے۔تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے بھلا کیا کوئی صحابی آپ ﷺ سے یہ سوال کر سکتا ہے متی کنت نبیا آپ کب سے نبی ہیں؟ یہ شیعہ کی سازش ہے تفسیر صافی میں درج ہے متی کنت امیر المومنین؟ اے علی رضی اللہ عنہ آپ کب سے امیر المومنین ہیں۔فرمایا کنت

Marfat.com

امیر المومنین آدم بین الماء والطین میں اس وقت سے امیر المومنین ہوں جب آدم علیہ السلام آب وگل میں تھے۔ حالانکہ شیعہ نے علی رضی اللہ عنہ کو مصدر کائنات ثابت کرنے کے لیے یہ روایت وضع کی۔ سنیوں نے محمد ﷺ کو مصدر کائنات ثابت کرنے کے لیے اس میں تبدیلی کر کے اپنی کتب میں درج کر دیا ہے اور کہا کہ محمد ﷺ کی شان علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ ہے اس لیے ہم محمد ﷺ کو مصدر کائنات تسلیم کرتے ہیں۔ اس نظریہ کا اصل ماخذ ہنودیت، یہودیت، عیسائیت اور فلاسفہ یونان ہیں۔

i- اس نظریے سے اللہ کی توحید اور رسالت کو مجروح کیا گیا ہے۔

ii- اللہ کو تخلیق کائنات کے لیے علت مادیہ کا محتاج ثابت کیا گیا ہے۔

iii- رسالت کے تشریعی مقام کو تکوینی مقام میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

☆ میثاق انبیاء کی آیت میں ثم جاء کم رسول میں لفظ رسول نکرہ استعمال کیا گیا ہے بعض خام مفسرین نے اس نکرہ رسول سے آپ ﷺ کی ذات کو معین کر لیا ہے۔ جیسا کہ ابن عباس اور علی رضی اللہ کی روایت میں بیان کیا گیا ہے حالانکہ خام روایت سے قرآن کے کسی نکرہ کی مخصوص تعیین نہیں ہو سکتی۔

۲۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ الست بربکم کے بارے میں زیادہ مشہور ہے کہ یہ عہد عالم ارواح میں لیا گیا تھا۔ انہوں نے سوچا کہ اس آیت میں جو ذات نبویہ کے بارے میں تمام انبیاء سے عہد لیا جا رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ آپ ﷺ ان انبیاء کے زمانہ میں موجود نہ تھے اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عہد بھی نبیوں سے عالم ارواح میں لیا ہوگا۔ حالانکہ محققین کے نزدیک عالم ارواح کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور نہ الست بربکم کی آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ عہد عالم ارواح میں لیا گیا تھا۔

۳۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بھی میرے زمانے میں زندہ ہوتے تو میری اتباع کرتے انہوں نے سوچا کہ موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرنے سے مراد وہی عہد جو موسیٰ علیہ السلام سے ذات نبویہ ﷺ کے بارے میں عالم ارواح میں لیا گیا تھا۔ اس روایت میں اتباع موسوی کو محمول کرتے ہوئے یہ نتیجہ نکال لیا کہ آپ ﷺ نبی الانبیاء ہیں حالانکہ آپ ﷺ کو نبی الانبیاء کہنا سخت ترین غلطی ہے اس لیے قرآن میں ہے۔

i-فبهداهم مقتده۔آپ ﷺ سابقہ نبیوں کے مشن کی پیروی کریں۔

ii-ان اتبع ملة ابراهيم حنيفا۔آپ ﷺ ابراہیم کی ملت کی پیروی کیجئے۔

iii-امن الرسول بما انزل اليک من ربه والمومنون كل من امن بالله و ملئكته وكتب ورسله۔اس میں رسول کو حکم ہے کہ سابقہ نبیوں پر ایمان لائیں۔

باقی رہا اتباع موسیٰ علیہ السلام کی اصل حدیث یہ ہے

مسند احمد میں ہے کہ عبداللہ بن ثابت کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں آئے عرض کیا کہ میں نے ایک یہودی قرظی کو کہا تھا کہ میرے لیے تورات میں کچھ مفید اشیاء لکھ کر لائے۔میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ کو پیش کروں یہ بات سن کر آپ ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا ابن ثابت کہتے ہیں کہ اے عمر رضی اللہ عنہ تم محمد ﷺ کا چہرہ نہیں دیکھتے اور آپ ﷺ نے فرمایا والذی نفسی بيده لو اصبح فيكم موسىٰ ثم اتبعوا وتركتموني لضللتم انكم خطى من الامم وانا خطكم من النبيين (۴۶) ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر بالفرض اس وقت موسیٰ علیہ السلام آجائیں اور تم انسان مجھے چھوڑ کر موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرنے لگ جاؤ تو تم ضرور گمراہ ہو جاؤ گے کیونکہ تم انسان امتوں سے میرے حصے میں آئے ہو میں نبیوں سے تمہارے حصے میں آیا ہوں''

اور جس میں حدیث لوکان موسیٰ حیاً کے الفاظ آئے ہیں۔(مشکوۃ، ج ا، ص ۳۰) ''کہ اگر موسیٰ علیہ السلام اس وقت زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے''

اس کا مطلب وہی ہے جو سابقہ حدیث میں ہے کہ ختم نبوت کے بعد جب کوئی دوسرا نبی نہیں آسکتا۔اس لیے کہ آپ ﷺ تا قیامت تمام انسانوں کے لیے واحد نبی بنائے گئے ہیں اگر بالفرض سابقہ انبیاء میں کوئی نبی آجائے تو لازمی اسے شریعت محمدی کی پیروی کرنی ضروری ہوگی۔دوسرا بعض علماء یہ بھی بیان کرتے ہیں اگر ذات نبوی ﷺ سابقہ نبیوں کے درمیان مبعوث ہوتی اور آپ ﷺ یہ فرما دیتے کہ میں خاتم النبیین ہوں اور لا نبی بعدی تو اس کے بعد دوسرے نبیوں کا آنے کا امکان بھی ختم ہو جاتا پھر وہ کون سے نبی ہوتے جو آپ ﷺ کی امت میں داخل ہوتے یہ بھی ایک سخت غلطی ہے یہ اس صورت میں ہے کہ جب آپ ﷺ سابقہ انبیاء میں مبعوث ہوتے اور یہ فرما دیتے کہ میں

Marfat.com

خاتم النبیین ہوں اور لا نبی بعدی تو اس کے بعد دوسرے انبیاء کے آنے کا امکان بھی ختم ہو جاتا۔ پھر وہ کون سے نبی ہوتے جو آپ ﷺ کی امت میں داخل ہو جاتے۔

جب آپ ﷺ کو سابقہ انبیاء میں مبعوث کرنے کے بعد اس کے بعد دوسرے نبیوں کے آنے کو بھی جاری رکھا جاتا۔ تو پھر بھی ان سابقہ انبیاء میں سے ایک نبی شمار ہوتے اگر اس وقت جو نبی بھی آپ ﷺ کے بعد آتا آپ ﷺ سارے نبیوں کے نبی الانبیاء کہلاتے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کے بعد نبی مبعوث ہوتے رہے لیکن ہم ابراہیم علیہ السلام کو ان انبیاء کا نبی نہیں کہہ سکتے بلکہ ان انبیاء میں سے ایک نبی شمار کریں گے۔ اسی طرح محمد ﷺ کو تمام انبیاء میں سے ایک نبی شمار کرتے ہیں انک لمن المرسلین بے شک آپ رسولوں میں سے ایک رسول ہیں۔

۴۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ اس آیت کی سب سے پہلے روافض نے تحریف کی ہے انہوں نے عہد انبیاء میں علی رضی اللہ عنہ کو بھی شامل کیا ہے۔ خام مفسرین نے ان سے یہ چربہ لے کر اس روایت کو ان سے اتنا ممتاز کر لیا کہ اس عہد میں ذات نبوی ﷺ کو شامل کر لیا اور علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو عہد لیا گیا تھا ان الفاظ کو کاٹ دیا گیا۔ جیسا کہ حدیث نور کے راوی بھی روافض ہیں علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ حدیث ''انا وعلی من نور واحد'' میں اور علی ایک نور سے ظاہر کیے گئے ہیں خام سنیوں نے ان کا مقابلہ کرتے ہوئے نور کی اس حدیث میں علی رضی اللہ عنہ کا نام کاٹ دیا اور اس میں صرف ذات نبوی ﷺ کا نام رہنے دیا انا من نورا لله والخلق كلهم من نوری کی موضوع حدیث اس امر کی شہادت دی رہی ہے۔

ابا جعفر يقول ان الله اخذ ميثاق النبيين بولاية علی .

''ابو جعفر کہتا ہے بے شک اللہ نے انبیاء کرام سے یہ میثاق علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کے لیے لیا ہے''

السيف المسلول، ص ۱۶۱ تفسير برأت الا نوار، ص ۲۶ بصائر الدرجات حواله

(۴۷) عن ابی عبد الله جعفر قال ولا يتنا ولا ية الله التی لم يبعث نبيا قط الا بها

(۴۸) ''ابی عبد اللہ جعفر نے کہا ہماری ولایت دراصل ولایت الٰہی ہے اللہ نے ولایت علی کے لیے سب انبیاء کو مبعوث فرمایا'' محمد محسن الکاشانی لکھتے ہیں:۔

Marfat.com

وعن الباقر علیه السلام انه قال لم یبعث الله نبیاً آدم ومن بعده الا اخذ علیه العهد لئن بعث محمد ﷺ و هو حی لیومنن به ولینصرنه وامره ان یاخذ العهد بذالک علی قومه.

والقمی والعیاشی عن الصادق علیه السلام ما بعث الله نبیاً من لد ن آدم فهلم جرّا الا ویرجع الی الدنیا وینصر امیر المومنین وهو قوله لتومنن به یعنی رسول الله ولتنصر نه یعنی امیر المومنین علیهما السلام .

وفی کتاب الواحدةعن الباقر علیه السلام قال قال امیر المومنین علیه السلام ان الله تعالیٰ احد واحد تفر د فی واحدانیته تعالیٰ ثم تکلم بکلمة فصارت نوراً ثم خلق من ذلک النور محمد ﷺ وخلقتنی وذریتی ثم تکلم بکلمة فصا رت روحا فاسکنه الله فی ذالک النور واسکنه فی ابداننا فنحن روح الله وکلما ته فبنا احتجب علی خلقه فما زلنا فی ظله خضراء لاشمس ولا قمر ولا لیل ولا نهار ولا عین تطرف نعبده ونقدسه ونسبحه وذالک قبل ان یخلق خلقه واخذ میثاق الانبیاء بالا یمان والنصرة لنا وذالک قوله عزوجل (واذ اخذ الله میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتومنن به والتنصرنه) یعنی لتومنن بمحمد ﷺ ولتنصرن وصیه وسینصرونه جمیعاً وان الله اخذ میثاقی مع میثاق محمد ﷺ بنصرة بعضنا لبعضٍ فقد نصر ت محمداً وجاهدت بین یدیه وقتلت عدوه ووفیت لله بما اخذ علی من المیثاق والعهد والنصرة لمحمد ﷺ ولم ینصر نی احد من الا نبیاء الله ورسله وذلک لما قبضهم الله علیه و سوف ینصرونی ویکون لی ما بین مشر قهاوالی مغربها ولیبعثهم الله احیاء من آدم الی محمد ﷺ کل نبی مر سل یضربو ن بین یدی بالسیف هام الاموات والاحیاء والثقلین جمیعاً فیا عجبا وکیف لا اعجب من اموات یبعثهم الله احیاء یلبون زمرة زمرة بالتلبیة لبیک لبیک یا داعی الله قد اظلوا بسکک الکو فة قد

Marfat.com

شهروا سيو فهم على عواتقهم يضربون بها هام الكفرة وجبا بر تهم واتبا عهم من جبا بر ة الا ولين والا خرين حتى ينجز الله ما وعدهم فى قوله عزوجل (وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصلحت ليستخلفهم فى الا ر ض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذى ارتضى وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا يعبدوننى لا يشركون لى شياً) اى يعبدوننى امنين لايخافون احدا فى عبادتى ليس عندهم تقيته وان لى الكرة بعد الكرة والرجعة بعد الرجعة وانا صاحب الراجعات والكرات وصاحب الصولات والنقما ت والدولات والعجيبات وانا قرن من حديد الحديث بطوله.

(۴۹) ''امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ نے آدم علیہ السلام سے اور اس کے بعد کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا سوائے اس عہد کے جب محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا۔ اگر وہ زندہ ہوتو تو ضرور بالضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا۔ اسی طرح ہر امت کی موجودگی میں ہر نبی سے لیا گیا۔ لیکن تفسیر قمی، عباسی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے ہم نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا آدم سے پہلے تمام انبیاء کو صرف امیر المومنین کی نصرت کے لیے مبعوث فرمایا۔ لتومنن بہ کے قول سے مراد محمد ﷺ پر ایمان لانا۔ امیر المومنین سے نصرت کرنا۔ امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ واحد وتنہا اور یکتائی میں منفرد ہے۔ اس کے سوا کلمہ فرمایا جو نور ہو گیا پھر اس نور سے اس نے جناب محمد ﷺ کو اور مجھے اور میری اولاد کو ظاہر کیا۔ پھر اس نے ایک کلمہ فرمایا جو روح ہو گیا اور اسے اللہ تعالیٰ نے اس نور میں اس نور کو ہمارے جسموں میں جگہ دی پس ہم ہی روح اللہ ہیں اور ہم ہی کلمۃ اللہ ہیں مخلوق الٰہی اللہ کو نہیں دیکھ سکتی مگر ہماری وجہ سے اس کی ذات وصفات کو سمجھ سکتی ہے پس اس وقت نہ سورج تھا اور نہ چاند نہ رات تھی اور نہ دن اور نہ آنکھ تھی جو پلک جھپکاتی ہم ایک سبز سائباں کے نیچے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی تقدیس و تسبیح کیا کرتے تھے۔ یہ اس سے پہلے کا ذکر ہے کہ اس نے اپنی مخلوق کو پیدا کیا ہو اور جب مخلوق کو پیدا کیا تو اس نے انبیاء سے ہم پر ایمان لانے کا اور ہماری نصرت کرنے کا پختہ عہد لے لیا۔ تو اللہ کے اس قول ''واذا اخذ الله ميثاق النبيين لما اتينكم من كتاب وحكمة ثم جاء كم رسول مصدق لما معكم لتومنن به ولتنصرنه'' سے ثابت ہے اس میں لتومنن بہ سے مراد ہے لتومنن بمحمد یعنی تم سب محمد ﷺ پر ضرور بالضرور ایمان لانا اور لتنصرنہ سے مراد ہے لتنصرن و وصیہ یعنی تم سب وصی محمد ﷺ کی مدد ضرور بالضرور کرنا۔ چنانچہ عنقریب وہ سب کے سب میری مدد کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے خود میرا عہد محمد ﷺ کے عہد کے ساتھ اس طرح لیا کہ ہم ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں چنانچہ میں نے آپ ﷺ کی نصرت کے لیے کئی جہاد کیے ان کے دشمنوں کو قتل کیا اور میں نے خالصتاً لوجہ اللہ اس عہد و پیمان کو جو مجھ سے

Marfat.com

نصرت ﷺ کے بارے لیا گیا تھا پورا کر دیا۔ مگر انبیاء اور رسولوں میں سے کسی کو یہ موقع نہیں ملا کہ وہ میری مدد کرتے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو میرے ظاہر ہونے سے پہلے اٹھا لیا لیکن عنقریب وہ میری مدد کریں گے اور مشرق سے لے کر مغرب تک میری حکومت ہوگی اور اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین تک ہر نبی اور رسول کو مبعوث فرمائے گا اور میری مدد کرنے کے لیے کل جن اور آدمیوں کو خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ ہو چکے ہوں تو ان کو حکم الٰہی سے زندہ کر کے ان سب کو اپنی تلواروں سے ماریں گے یہ کتنی تعجب کی بات ہوگی اور ان مردوں سے تعجب کیوں نہ کیا جائے جن کو اللہ تعالیٰ زندہ کر کے اٹھائے گا اور وہ گروہ کے گروہ لبیک لبیک یا داعی اللہ کہتے ہوئے آئیں گے کوفہ کے بازاروں میں یہ کثرت ہوگی کہ بازار پٹ جائیں گے تلواریں اپنے کھینچے ہوئے اپنے کندھوں پر رکھے ہوئے کافروں کو اور ظالموں کو اور اول و آخر ظالموں کے پیروؤں کے سرانہی سے توڑتے ہوں گے۔ یہاں تک جو وعدہ اللہ نے ان سے اپنے اس قول "وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصلحت ليستخلفنهم فى الا رض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذى ارتضىٰ لهم وليبد لنهم من بعد خو فهم امنا .يعبدوننى لا يشركون بى شياءً "میں فرمایا تھا اسے پورا کرتے ہوں گے۔ یعنی وہ ایسے امن سے ہو جائیں گے صرف میری ہی عبادت کریں اور میری عبادت کرنے میں کسی سے نہ ڈریں اور ان کو تقیہ کی ضرورت نہ رہے۔ (پھر جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا) میرے لیے ایک مرتبہ کے بعد دوسری مرتبہ آنا اور ایک رجعت کے بعد دوسری رجعت ہے اور میں متعدد رجعتوں کا حامل ہوں اور بار بار آنے والا اور حملے کرنے والا ہوں اور دشمنوں سے بدلہ لینے والا ہوں اور عجیب و غریب انقلاب پیدا کرنے والا ہوں اور میں وہ لوہے کا سینگ ہوں (جس کا ذکر پہلی کتابوں میں آچکا ہے)"

اس روایت سے چند نکات مستخرج ہوتے ہیں

۱۔ ذات نبویہ اور آئمہ کا نور اللہ کا کلمہ اور کلام تھا اور ان کا روح بھی اللہ کا کلمہ اور کلام تھا اس وجہ سے ذات نبویہ اور آئمہ کو روح اللہ اور کلمۃ اللہ بھی کہا جاتا ہے۔

۲۔ ذات نبویہ اور آئمہ کائنات کے مبداء اوّل تھے۔

۳۔ انبیاء علیہم السلام سے جو عہد لیا گیا تھا وہ عالم ارواح میں تھا۔

۴۔ اس عہد میں ذات نبویہ ﷺ کی نبوت اور آئمہ کی ولایت کا اقرار تھا۔

۵۔ ثم جاء كم رسو ل رسول کے نکرہ میں ذات نبویہ ﷺ کی معین شخصیت مراد ہے اور آئمہ کا ذکر بالتبع ہے۔ اس سے معلوم ہوا اخذ الميثاق عن ارواح الانبياء.. ذات نبویہ ﷺ کو اس نکرہ میں مخصوص کرنا یہ دونوں باتیں اہل سنت میں کافی مشہور ہیں اور اہل علم کا مبلغ علم بھی ان دو باتوں

تک محدود ہے حالانکہ یہ دونوں باتیں روافض سے اخذ کی گئیں ہیں اور اسے روافض نے پہلی صدی ہجری میں وضع کیا ہے اس لیے اس روایت کے بنیادی راوی محمد باقر ہیں جو کہ پہلی ہجری صدی میں موجود تھے اور اصل میں قرآن کی اس آیت سے نہ عالم ارواح ثابت ہوتا ہے اور نہ اس نکرہ سے ذات نبویﷺ کی شخصیت معین ہوسکتی ہے۔ نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''جب نبوت کمالات علمی سے ہوئی اور دوبارہ علم رسولﷺ موصوف بالذات ہوئے تو دوبارہ نبوت میں بھی آپﷺ موصوف بالذات ہوں گے۔اور آیت و اذا خذ الله میثاق النبیین لما اتیتکم میں جو لفظ مصدق لما معکم ہے تو اس سے بعد لحاظ اس بات کے یہ خطاب تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو ہے اور کلمہ ما اس جگہ عام ہے کہ تمام علوم اور کتب کو شامل ہے اور یہ بات اور بھی موجہ ہو جاتی ہے کہ نبوت کمالات علمی سے ہے کہ نبوت کمالات علمی سے ہے اور آپﷺ جامع العلوم ہیں اور باقی انبیاء جامع نہیں ہیں۔غرض جو بات حدیث علمت علم الاولین والآخرین سے ثابت ہوئی تھی مع شے زائد آیت مذکورہ سے ثابت ہے۔سو ایک تو یہی بات ہے کہ نبوت کا کمال علمی میں سے ہونا اس سے ظاہر ہے کیونکہ رسول کی صفت میں یہ فرمانا کہ مصدق لما معکم جو لاجرم من جملہ کمالات علمی ہے۔کیونکہ تصدیق علم ہی سے متصور ہوسکتی ہے۔یہ اس جانب مشیر ہے کہ اس رسول کا علم ایسا عام ہوگا پھر بایں ہمہ لفظ رسول ہے۔بایں نظر کہ زبان عربی میں پیغمبر (پیغام بر) کو کہتے ہیں۔کہ پیغام من جملہ اوامر نواہی ہوتا ہے جو بے شک از قسم علوم ہے اس پر دال ہے اور عہد کا لینا آپﷺ کا نبی الانبیاء ہونا ثابت ہے۔علاوہ بریں حدیث کنت نبیا و آدم بین الماء والطین علاوہ بریں حضرات صوفیہ کرام کی یہ تحقیق کہ مربی روح محمدیﷺ تعین اول صفت علم ہے اور بھی اس کی مؤید ہے'' (۵۰) انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:۔

''مرتبہ آپﷺ کا خاتمیت ذاتی کا ہے کیونکہ نبی کریمﷺ وصف نبوت کے ساتھ موصوف بالذات ہیں اور دوسرے سب انبیاء کرام علیہم السلام موصوف بالعرض اور آپ کے واسطہ سے جیسا کہ عالم اسباب میں موصوف بالنور بالذات آفتاب ہے اور اس کے ذریعہ سے تمام کواکب قمر وغیرہ اور دیگر اشیاء ارضیہ متصف بالنور ہوتی ہیں۔

Marfat.com

یہی حال وصف نبوت کا ہے آپ ﷺ کو اسی وجہ سے سب سے پہلے نبوت ملی ہے در آیت میثاق (واخذ اللہ میثاق النبیین) سے واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ جیسا کہ اس کے رسول ہیں نبی الانبیاء بھی ہیں تمام انبیاء کی جماعت کو ایک طرف رکھا گیا اور نبی کریم ﷺ کو ایک طرف اور سب سے آپ ﷺ پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد و پیمان لیا گیا اور آیت میں ثم جاء کم فرما کر یہ بھی تصریح کر دی گئی کہ آپ ﷺ کا زمانہ ظہور سب سے آخر میں ہوگا۔

لیلۃ المعراج انبیاء علیہم السلام کا صف بندی کر کے امام کا منتظر رہنا اور آپ ﷺ کا امامت کرنا بھی اس امر کی صراحت کرتا ہے نیز آیت واسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے اتقان میں ہے ابن حبیب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت لیلۃ المعراج میں نازل ہوئی پھر انبیاء بنی اسرائیل کے آخری نبی اولوالعزم کا خاتم النبیین علی الاطلاق کے دین کی نصرت کے لیے تشریف لانا اور شریعت محمدیہ پر عمل فرمانا آپ ﷺ کے افضل الانبیاء اور خاتم الانبیاء ہونے کا عملی مظاہرہ ہے اور اس سے فضیلت محمدیہ کو واشگاف کر دینا مقصود ہے۔(۵۱)

اہل رفض کا اس نظریئے کے اختراع کا واحد مقصد یہ تھا کہ جب تک آئمہ اہل بیت کی ارواح کو عالم ارواح میں مقدم ثابت نہیں کیا جاتا تمام کائنات پر ان کا تکوینی اقتدار ثابت نہیں ہو سکتا تکوینی اقتدار کی خاطر انہوں نے عالم ارواح کی روایات کو اس طرح بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ذات نبویہ اور آئمہ اہل بیت کے نور کو اپنے نور عظمت سے پیدا کیا پھر ساری کائنات کو تکوینی اقتدار کے لیے ان کے سپرد کر دیا۔ اہل سنن کے غالی صوفیاء اور خام علماء نے روافض کی ان روایات میں سے آئمہ کے نور کے الفاظ کو حذف کر دیا، صرف نور نبوی کو کائنات کی علت غائیہ بنا دیا۔ اور ذات نبویہ کے تکوینی اقتدار کے لیے اس توجیہ کو داخل کر دیا جو روافض اپنے آئمہ کے بارے میں اپنے نظریئے میں پہلے داخل کر چکے تھے اور اس توجیہ کا نام مصدر کائنات رکھ دیا۔ پھر اپنے اس نظریئے کو مؤکد کرنے کے لیے عالم ارواح کی ان خام روایات کو بطور دلیل کے پیش کرنے لگ گئے۔ اس طرح انہوں نے امت مسلمہ کی اکثریت کو ضلالۃ الکبریٰ کی ایک عمیق وادی میں دھکیل دیا۔ اب یہ لوگ اس نظریئے کو عقیدے کے طور پر اس طرح پیش کرتے ہیں:۔

Marfat.com

۱۔آپ ﷺ کی ذات گرامی چونکہ ساری کائنات کی مصدر ہے۔اس لیے ساری کائنات اس مصدر کی فرع ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کی ملکیت میں داخل ہے۔آپ ﷺ جس طرح چاہیں تا ابد اس ساری کائنات میں تصرف کرتے رہیں گے۔

۲۔آپ ﷺ جس طرح مصدر کائنات ہیں اسی طرح مقام نبوت کے بھی مصدر ہیں۔کوئی نبی جب تک آپ ﷺ سے نبوت کا فیض حاصل نہ کرے نبوت کے مرتبے پر فائز المرام نہیں ہوسکتا۔

اس عقیدے سے ختم نبوت کی زمانی تحدید ختم ہوجاتی ہے اور اجرائے نبوت کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔مرزا کذاب اپنی نبوت کی بناء اسی نظریئے پر استوار کرتا رہا ہے۔عالم ارواح کی روایات سے یہ عقیدہ بھی ظاہر کیا جاتا ہے۔کہ آپ ﷺ کی ذات عالم ارواح میں نبوۃ بالفعل کے ساتھ موصوف تھی اور جس نبوت کا آغاز قرآن کے ساتھ ہوا تھا۔یہ نبوت بالقوۃ میں داخل ہے۔

(اس کی مزید تفصیل دیکھئے عقیدہ الامت اور مدارج النبوت میں)

اپنے اس نظریئے کو مرتبی ختم نبوت کے عنوان سے پیش کرتے ہیں۔غرضیکہ عالم ارواح کی روایات سے جس طرح تخلیق کائنات سے قبل آپ ﷺ کا تکوینی اقتدار ثابت ہوتا ہے۔اس طرح آپ ﷺ کی ختم نبوت کے بعد کذاب نبیوں اور جعلی مہدیوں کے لیے وسیع دروازہ کھل جاتا ہے۔ شیعہ کا ایک مشہور عالم و مجتہد ملا باقر مجلسی نے اپنی مشہور کتاب بحار الانوار میں ان روایات کو جمع کر دیا ہے جن میں ذکر ہے کہ تخلیق کائنات سے قبل سارے ارواح ایک جگہ موجود تھے اور اس عالم ارواح میں آئمہ اہل بیت کی ارواح کو کس طرح تکوینی اقتدار حاصل تھا۔راقم الحروف اس باب کے اصل متن کو شائع کر رہا ہے۔امید ہے اہل علم عالم ارواح کے اس نظریئے پر نظر ثانی فرما کر اس امت کو مقام نبوت کے تکوینی اقتدار اور اجرائے نبوۃ کے خام عقیدہ سے بچانے کی کوشش کریں گے۔

میثاق ارواح انبیاء کی تغلیط

میثاق انبیاء کی آیات (۸۲:۳) سے جن حضرات نے یہ عقیدہ استخراج کیا ہے کہ عالم ارواح میں تمام انبیاء سے آپ ﷺ کے لیے اسی نمونہ کا عہد لیا گیا تھا جیسا کہ امتوں سے نبیوں کے لیے

Marfat.com

اطاعت ونصرت کا عہد لیا گیا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ازل میں انبیاء علیہم السلام کے درمیان آپ ﷺ کا منصب عالی وہ تھا جو امتوں میں انبیاء علیہم السلام کا منصب ہوتا ہے۔ اس لیے اور انبیاء علیہم السلام تو صرف نبی ہیں اور آپ ﷺ نبی الانبیاء ہیں۔

آیت کے اس مفہوم کو سب سے پہلے روافض نے اپنی تفسیروں میں بیان کیا ہے پھر اس نظریئے کو صوفیہ نے اپنے تفسیری معارف میں اس کی وضاحت کی ہے۔ پھر ابن عربی نے جو وحدہ الوجود کا بانی ہے اپنی کتاب فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم میں اسے حقیقۃ محمدیہ کے فلسفے میں نمایاں کیا ہے۔ ابن عربی کے نظریئے سے صرف مشائخ صوفیہ ہی متاثر نہ تھے بلکہ بڑے بڑے عالم اس کے سحر سے مجروح ہو چکے تھے ابن عربی کے بعد علامہ سبکی سب سے پہلا عالم ہے جس نے میثاق انبیاء کی آیت کی تشریح میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام ''التعظیم المنۃ'' ہے۔ چونکہ اس آیت کی تفہیم میں ذات نبویہ کی ساری کائنات پر افضلیت محضہ ثابت ہوتی تھی۔ اس لیے اس نظریئے نے اتنی عمومی شہرت اختیار کر لی کہ امت مسلمہ کی پوری اکثریت اس میں گرفتار ہو گئی۔

اس نظریئے سے آپ ﷺ کی ختم نبوت کے بعد صرف اجرائے نبوت ثابت نہیں ہوتی بلکہ آپ ﷺ کی تشریعی نبوت مسیحی نظریئے کے مطابق تکوینی نبوت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس کتاب میں چونکہ اختصار مقصود ہے فی الحال آپ حضرات اسی پر اکتفاء فرمالیں بعد میں ارتفاع عوائق کے بعد اسے مبسوط صورت میں پیش کریں گے۔ (میثاق انبیاء اور وحدۃ الوجود پر علمی مقالہ زیر تسوید ہے)

شب فراق ہے کوتاہ حدیث عشق دراز ہجوم شوق سے کہ دو کہ اختصار کر لے

میثاق ارواح انبیاء کے عقیدہ کے ختم نبوت پر اثرات

یہ بات ہر مسلمان اچھی طرح تسلیم کرتا ہے کہ محمد ﷺ کو نبوت اس وقت ملی تھی جبکہ آپ ﷺ پر قرآن اتارا گیا تھا، اور زمانہ کے لحاظ سے آپ ﷺ سب نبیوں کے بعد تشریف لائے تھے۔ جس طرح آپ ﷺ نبوت ملنے کے لحاظ سے سب نبیوں سے متاخر ہیں۔ اسی طرح زمانہ کے لحاظ سے بھی ان سب سے متاخر ہیں۔ سب نبیوں کے آخر میں آنا اور سب نبیوں کے بعد آپ ﷺ کو نبوت کا ملنا اس تاخر کو مرتبی تاخر کہتے ہیں یعنی یہ ایک ایسا مرتبی تاخر ہے کہ جس میں دوسرا کوئی نبی شامل نہیں

ہوسکتا۔اس مفہوم کی وضاحت خود آپ ﷺ نے ان الفاظ میں فرمائی انا خاتم النبیین لا نبی بعدی میں سب سے آخری نبی ہوں میرے بعد نہ کوئی نبی آسکتا ہے اور نہ میرے بعد کوئی نبوت کی کسی صفت سے متصف ہوسکتا ہے۔اگر کوئی کہے کہ گذشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی آپ ﷺ کے بعد آسکتا ہے۔تو پھر آپ ﷺ زمانہ کے لحاظ سے اس نبی سے متاخر ہو جائیں گے۔پھر زمانہ کے لحاظ سے خاتم النبیین وہ نبی ہوگا جو آپ ﷺ کے بعد آئے گا۔اس طرح آپ ﷺ زماناً مرتبی تاخر سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ایسا ہونا اس لیے ناممکن ہے کہ اس سے لا نبی بعدی کے بعد دوسرے نبیوں کے آنے کا احتمال پیدا ہوتا ہے۔

اسی طرح اگر کوئی کہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی انسان پر نبوت کی کسی صفت یا تعبیر کا اطلاق ہوسکتا ہے تو جواب یہ ہے چونکہ نبوت کا ہر وصف آپ ﷺ کے مرتبی تاخر پر ختم ہو چکا ہے۔اب آپ ﷺ کے بعد کسی دوسرے انسان پر نبوت کی کسی صفت کا اطلاق کرنا آپ ﷺ کے مرتبی تاخر کے سراسر خلاف ہے یعنی جس طرح آپ ﷺ نبوت ملنے کی وجہ سے سب نبیوں سے متاخر ہیں اسی طرح یہ مدعی بھی اپنی ظلی نبوت کی وجہ سے سب نبیوں سے زماناً متاخر ہو جائے گا۔اگرچہ ان دونوں کی نبوت میں تو فرق ہے لیکن سب نبیوں سے متاخر ہونے کی صفت میں تو دونوں شریک ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے اس مرتبی تاخر کی وجہ سے کسی دوسرے انسان پر کسی قسم کی نبوت کا اطلاق بھی نہیں ہوسکتا۔دوسرا اس امت میں آپ ﷺ کے بعد جو انسان جس قسم کی نبوت کا بھی دعویٰ کرے گا وہ زماناً آپ ﷺ سے متاخر نبی ہوگا۔گو اس کی نبوت تاخرہ آپ ﷺ کی نبوت کی ناسخ نہیں ہوسکتی۔لیکن سب نبیوں کے بعد جو آپ ﷺ کو زماناً مرتبی تاخر حاصل ہے۔اس زمانی تاخر میں تو اشتراک پیدا ہو جائے گا جو خاتم النبیین کے صحیح اطلاق کے سراسر خلاف ہے۔

پس ثابت ہوا ہے کہ چونکہ آپ ﷺ کو اتصاف بالنبوت کی وجہ سے اور سب نبیوں سے زماناً آخر ہونے کی وجہ سے مرتبی تاخر حاصل ہے۔اس لیے اس مرتبی تاخر کی وجہ سے نہ تو آپ ﷺ کے بعد سابقہ کوئی نبی آسکتا ہے اور نہ اس امت میں سے کسی انسان پر نبوت کی کسی صفت کا اطلاق ہوسکتا ہے خاتم النبیین کا صحیح مفہوم یہی ہے اسی طرح اگر یہ تصور کیا جائے کہ آپ ﷺ سب نبیوں سے ماقبل

Marfat.com

عالم ارواح میں نبوت کے ساتھ موصوف تھے تو پھر متصف بالنبوۃ کی وجہ سے آپ ﷺ اول النبیین کہلائیں گے آخری نبی نہیں کہلائیں گے۔آپ ﷺ کو تو سب سے اوّل نبوۃ مل چکی تھی اور آپ ﷺ سے قبل جنہیں آخر میں نبوۃ ملی تھی وہ عیسیٰ علیہ السلام تھے۔اس طرح وہ اتصاف بالنبوۃ کی وجہ سے سب نبیوں کے خاتم بن جائیں گے۔

عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کے بعد جب دوبارہ آئیں گے پھر زمانا سب نبیوں کے خاتم بن جائیں گے۔اور محمد ﷺ نہ زمانا خاتم رہے اور نہ اتصاف بالنبوۃ کی وجہ سے سب سے متاخر ثابت ہوئے بلکہ مرتبی تاخر کی دونوں جہتوں سے اتصافاً اور زمانا عیسیٰ علیہ السلام خاتم النبیین بن گئے۔

بعض کہتے ہیں کہ آپ چونکہ تشریعی خاتم النبیین ہیں اس لیے آپ ﷺ کے بعد مستقل تشریعی نبی تو نہیں آسکتا۔لیکن غیر تشریعی نبی آسکتا ہے۔قرآن حکیم میں ہے کہ عصمت کی تحدید چونکہ تشریعی نبوت کے لیے مختص ہے اس لیے آپ ﷺ کے بعد جو بھی غیر تشریعی نبی آئے گا لازماوہ غیر معصوم ہوگا غیر معصوم چونکہ کبائر سے مستثنیٰ نہیں ہوسکتا۔اس لیے ایسے مدعی پر نہ تو غیر تشریعی نبوت کا اطلاق ہوسکتا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی الہام قابل اتباع ہوسکتا ہے۔جن صوفیہ حضرات نے بعض ولیوں کو نبوت کے بعض کمالات کے ساتھ متصف مانا ہے انہوں نے ایسے ولیوں کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے ان ولی قد یز نی ولی چونکہ غیر معصوم ہوتے ہیں اس لیے ان سے زنا جیسے کبائر کا بھی احتمال رہتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ غیر تشریعی نبی جب معصوم نہیں ہوسکتا تو اس کے وجود سے احتمالاً ہر قسم کے کبائر کا صدور ہوسکتا ہے۔ایسے احتمال کی وجہ سے کسی پر غیر تشریعی نبوۃ کا اطلاق کرنا مقام نبوۃ کی عظمت کے سراسر خلاف ہے۔

راقم الحروف ان دونوں عقائد پر ایک علمی کتاب تسوید کر رہا ہے۔جس میں قرآن وحدیث کی روشنی میں ان نظریات کی تغلیط ثابت کر کے اصل حقائق کو سامنے لایا گیا ہے۔جس سے ایک تو روح کے قدم کی تغلیط ثابت ہوتی ہے۔دوسرا میثاق بنی آدم کی تشریعی حیثیت واضح ہو جاتی ہے۔تیسری میثاق انبیاء کی اصل حقیقت سامنے آجاتی ہے۔اس کے علاوہ تخلیق کائنات کا عقیدہ صحیح ثابت ہوتا ہے۔مقام توحید رسالت اور آخرت کا صحیح تصور سامنے آتا ہے۔

Marfat.com

اول ما خلق اللہ نوری ''سب سے اول اللہ نے میرے نور کو پیدا کیا''

سب سے پہلے عقل کو پیدا کرنے کی جتنی روایات ہیں سب موضوع ہیں اور اسی طرح نور الٰہی سے کسی انسان کی تخلیق کا ذکر ہو۔ یقیناً وہ روایت بھی موضوع ہے۔ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلی یہ روایت آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح وقلم وعرش وکرسی اور جن و انس غرض سب سے پہلے نور محمدی کو پیدا کیا۔ اور پھر لوح وقلم عرش وکرسی، آسمانوں زمین اور ارواح وملائکہ سب اشیاء اسی نور سے پیدا ہوئیں۔ اس کے متعلق اول ما خلق اللہ نوری ''سب سے اول اللہ نے میرے نور کو پیدا کیا'' کی روایت عام طور پر زبانوں سے جاری ہے مگر اس راویت کے موضوع ہونے پر سب محدثین کا اتفاق ہے۔ البتہ ایک روایت مصنف عبدالرزاق بن ہمام میں ہے

یا جابر اول ماخلق اللہ نور نبیک من نورہ (۵۲)

''اے جابر سب سے اول اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا''

اس کے بعد ذکر ہے کہ اس نور کے چار حصے ہوئے، اور ان ہی سے لوح وقلم، عرش وکرسی، آسمان وزمین اور جن وانس کی پیدائش ہوئی۔ زرقانی وغیرہ نے اس روایات کو نقل کیا ہے مگر افسوس ہے کہ اس کی سند نہیں لکھی (۵۳)

''اب اس روایت کی معنوی حیثیت پر بھی غور فرمالیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے نور سے پیدا کیا اور پھر آپ ﷺ کے نور سے تمام مخلوقات پیدا ہوئیں۔ گویا اللہ تعالیٰ لامحدود اجزاء و اجسام میں تقسیم ہوگیا اس لحاظ سے اس کی یہ تقسیم تا قیامت جاری رہے گی۔ اس طرح زمین وآسمان کی ہر شے اللہ کا ایک جزو ہوئی اور ہر شے میں الوہیت کا مادہ پایا گیا۔ اور کوئی شے ایسی باقی نہیں رہی جو الوہیت سے خالی ہو۔ ایسی صورت میں اگر کوئی شخص اپنے الٰہ ہونے یا انا الحق یا انا ربکم الاعلیٰ کا دعویٰ کرے تو اس کا یہ دعویٰ اپنی جگہ بالکل درست ہوگا۔ اور خالق ومخلوق، عابد معبود اور مالک ومملوک کا وہ رشتہ جو اللہ تعالیٰ نے پورے قرآن میں بیان کیا ہے فنا ہو کر رہ جائے گا یہی تو وہ کہانیاں ہیں۔ جن پر وحدۃ الوجود اور ہمہ اوست کی بنیادیں قائم ہیں۔ اور جب یہ اجزاء فنا ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ کی فنا بھی یقینی ہوگی اگر یہ کہا جائے کہ یہ اجزاء فنا نہیں ہوتے بلکہ دوبارہ اللہ کی ذات میں جا کر شامل

Marfat.com

ہو جاتے ہیں۔عیسائیوں کا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہی تصور ہے۔اسی سے تو تثلیث وجود میں آئی ہے۔افسوس یہ ہے کہ عیسائیوں نے صرف تین کی حد تک محدود رکھا۔اور ہمارے صوفیاء نے تمام مخلوقات کو اس کے احاطہ میں شامل کرلیا۔پھر غور طلب یہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی ذات میں سے ایک جز علیحدہ کر دیا گیا تو دو امور تو پہلے ہی تسلیم کر لیے گئے۔

۱۔اللہ ایک ایسی شے ہے جو اجزاء پر تقسیم ہو سکتی ہے۔اور جو شے اجزاء پر تقسیم ہوتی ہو، وہ مجسم بھی ہوگی اور فنا بھی ہوگی گویا اللہ تعالیٰ مجسم بھی ہوگی اور فنا بھی ہوگی گویا اللہ تعالیٰ مجسم بھی ہے اور فانی بھی ہے۔معاذ اللہ

۲۔جب ایک جز علیحدہ ہوا تو ذات الٰہی میں نقص لازم آیا۔

ان روایات پر منطقی لحاظ سے آپ کسی طرح بھی غور کرلیں۔نتیجہ ظاہر ہے کہ یہ سب اللہ کی ذات پر تبرا ہے۔عبدالرزاق سے اس کے علاوہ اور کیا توقع کی جا سکتی تھی۔افسوس تو ہمیں اپنے علماء پر ہے کہ وہ اس روایت کو آپ ﷺ کی فضیلت تصور کر بیٹھے۔

اس غلط فہمی کا دور کرنا بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ بذات خود ایک نور ہے۔یہ قطعاً غلط ہے نور تو اس کی ایک مخلوق ہے اور مخلوق اور خالق ایک نہیں ہوتے ورنہ پھر پہلی والی ہمہ اوست (وحدۃ الوجود) کی شکل پیدا ہوگی (۵۴)

المختصر امت مسلمہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اس کائنات کا مصدر نور نبوی ﷺ ہیں اور ہر شے نور نبوی ﷺ سے ہی پیدا کی گئی ہے آپ ﷺ نہ ہوتے تو سارا جہان نہ ہوتا ایسا عقیدہ مقام توحید کے خلاف ہے اور یہ عقیدہ مقام نبوت کو تکوینی الوہیت میں تبدیل کر دیتا ہے۔امام اعظم اور دوسرے اسلاف نے اس قول کے تحت "خلق اللہ الاشیاء لا من شیء" اس کائنات کا کوئی مصدر نہیں ہے کی حقانیت تکلیط ثابت کر دی ہے۔جیسے امام اعظم کے عہد میں عراق کے وسیع علاقے میں دہریت، مجوسیت، مسیحیت، طبعیین اور رفض کے بنیادی نظریات کافی شہرت کے ساتھ پھیلے ہوئے تھے۔ان مکاتب فکر (School of Thought) میں یہ عقیدہ بنیادی مقام رکھتا تھا کہ کائنات کا مبداء اول کیا ہے؟ ان کے اثرات سے بعض خام صوفیہ اور عام مسلمان بھی کافی متاثر ہو چکے تھے۔امام اعظم نے اپنے عہد میں جب ایک عقائد کی کتاب لکھی جس کا نام فقہ اکبر ہے اس کتاب میں جہاں صفات

Marfat.com

باری کا ذکر ہے وہاں انہوں نے اس عقیدے کی اچھی طرح تردید کردی ہے وضاحت ''ان الله خلق الا شیا ء لامن شیء''۔اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کو مادے کے بغیر پیدا کیا۔

محدث ملا علی قاری لکھتے ہیں:۔

خلق الله تعالیٰ الا شیاء من الذوات والحالاتِ کالسکو ن والحرکات والا نوا ر والظلمات والشرور والخیرات والعلو یات والسفلیات لامن شیءٍ .ای لا من مادۃ سابقۃٍ علی المخلو قات لقو له تعالیٰ فاطر السمو ٰ ات والا رض ای مبد عهما مختر عهما من غیر مثال سبق له فیها حال ابدا ء هما وانشا ئهما ولا ینا فیه ای خلق بعض الا شیاء من بعض المو ا د علی وفق ما اراد فان ای لان اصول تلک المواد خلقت من غیر وجود شی ءٍ فی عالم الکون الفسا د ولو تصور وجود الشی ءِ السا بق فهو تحت خلق الخالق لقو له تعالیٰ خا لق کل شی ء ولا نه سبحانه کان ولم یکن معه شی ء(۵۵)

کائنات کے اندر انواع کے لحاظ سے جتنے اجسام لطیفہ وکثیفہ حرکت وسکون انوار و ظلمات خیر وشر اور تمام عالم سفلی اور علوی پائے جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے جب انہیں پیدا کیا تھا تو ان تمام اشیاء کا پہلے کوئی مادہ اور اصل موجود نہ تھی قرآن میں ہے وہ اللہ ساری کائنات کا حقیقی فاطر ہے فاطر اس صانع کو کہتے ہیں کہ وہ کسی شے کو اس طرح پیدا کر دے کہ اس شے کی تخلیق سے قبل نہ اس کا مادہ موجود ہو اور نہ اس کے سامنے کوئی اس کا بنا ہوا خاکہ موجود ہو کہ اسے سامنے رکھ کر اس کے مطابق کسی شے کو بناتا ہو۔ہاں کائنات کے پیدا کرنے کے بعد تخلیق کا یہ قانون بھی ہے کہ وہ بعض اشیاء کو کسی مادے سے پیدا کرتے ہیں۔لیکن اس تخلیق کو اس شے کے ارتقائی مدارج کہتے ہیں جیسے آدم کو مٹی سے اور جنات کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے لیکن آگ مٹی کے آغاز تخلیق میں کوئی مادہ بھی موجود نہ تھا۔اگر چہ تخلیق کائنات سے قبل اس کے مادے کو مخلوق تصور کیا جائے تو یہ مادہ بھی تخلیق کے لحاظ سے اللہ کی مخلوق کہلائے گا قرآن میں ہے اللہ خالق کل شیء کائنات کے اندر جو اشیاء بھی پائی جاتی ہیں ان سب کا خالق اللہ ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

تخلیق کائنات سے قبل ایسی شان سے موجود تھا۔اس کے ساتھ کوئی شے بھی موجود نہ تھی۔

شیخ عبدالرحمٰن صفات باری کی بحث میں جہاں تخلیق کائنات کا ذکر کرتے ہیں۔اس میں امام اعظم کے قول سے دلیل لاتے ہوئے مبداء کائنات کی اچھی طرح تردید کردی ہے آپ لکھتے ہیں:۔

" قال الامام فی الفقه الا کبر خلق الله الا شیا ء لا من شی ءٍ لقوله تعالٰی فا طر السموات والارض"(۵۶)

''امام اعظم فقہ اکبر میں مبداء کائنات کی نفی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو مادہ کے بغیر پیدا کیا ہے۔اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق کہ وہ زمین آسمان کا فاطر ہے' لہذ انور نبوی کا عقیدہ باطل ثابت ہوتا ہے

☆لبس خر قة الصوفية و كو ن الحسن البصر ی لبسها من علی.

''خرقہ صوفیاء پیراہن یا کرتا یا عباء جو ایک مرشد اپنے مرید کو عطا کرتا ہے۔۔۔اس کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے وصیت فرمائی کہ ان کا خرقہ اویس قرنی کو پہنچا دیا جائے اور اسی طرح یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے حسن بن یسار بصری کو خرقہ عطا کیا تھا یہ دونوں بیان محض افسانے ہیں نہ یہ روایۃً صحیح ہیں اور نہ درایۃً ایسا کوئی واقعہ ہوا ہے رسول ﷺ نے اویس قرنی یا کسی کو خرقہ پہنچانے کی وصیت نہیں کی تھی اور علی رضی اللہ عنہ جب رمضان ۴۰ھ میں بمقام کوفہ خود اپنی جماعت ہی کے ایک باغی ابن ملجم کے ہاتھوں شہید ہوئے تھے جس وقت حسنین رضی اللہ عنہما کے علاوہ ان کے کئی فرزندان موجود تھے ان سب کو محروم کر کے ایک تیرہ چودہ سال کے بچے حسن بن بسیار بصری کو جو کہ کوفہ میں موجود نہ تھے ان کو خلیفہ مجاز بنا کر خرقہ کیوں بھیجتے اہل علم کا اتفاق کہ حسن بصری نے علی رضی اللہ عنہ یا کسی بدری صحابی سے ایک لفظ بھی نہیں سنا اور نہ وہ کسی بدری صحابی سے کوئی روایت کرتے تھے(۵۷)

☆الفقر فخری ''فقیر ہونا میرے لیے فخر ہے''

قال الحفاظ بن حجر باطل مو ضو ع وقال ابن تيميه كذب ، و سند ه ضعيف والمعر و ف انه من كلام عبد الرحمن بن زياد بن انعم كما رواه ابن عدی فی

کاملہ (۵۸) ''بقول حافظ ابن حجر عقسلانی باطل اور موضوع ہے اور ابن تیمیہ کے بقول جھوٹی اور اس کی سند ضعیف ہے۔اور معروف ہے یہ کلام عبدالرحمٰن بن زیاد انعم کا ہے جسے ابن عدی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے''

لہذا یہ بالکل بے اصل باطل اور موضوع روایت ہے۔اس طرح فقیر اور فقیری کی تعریف اور فضیلت میں جتنی روایتیں قصہ گو واعظین اور اہل خانقاہ بیان کرتے ہے۔سب کی سب سند کے لحاظ سے ضعیف اور باطل ہیں۔

☆ کنت نبیاً و آدم بین الماء و الطین ''میں اس وقت نبی تھا جب آدم علیہ السلام آب وگل کے درمیان تھے''

قال السخاوی لم اقف علیه بهذا اللفظ فضلاً عن زیادة و کنت نبیافلا ادم ولاما ولاطین و قال العسقلانی فی بعض اجو بتهٔ ان الزیادة ضعیفة وما قبلها قوی وقال الزرکشی لا اصل له بهذا اللفظ ولکن فی الترمذی متی کنت نبیاء قال و ادم بین الروح والجسد وفی صحیح بن حبان او الحاکم عن العر باض بن سا ریة انی عند الله لمکتو ب خاتم النبیین وان ادم لمنجدل فی طینه قال السیوطی وازا د العوام ولا دم ولا ماء ولاطین ولا اصل له ایضا(۵۹)

''امام سخاوی فرماتے ہیں کہ میں اس حدیث سے ان الفاظ کے ساتھ واقف نہیں کجا کہ اس میں یہ زیادتی کہ نہ آدم تھے نہ پانی اور نہ مٹی۔امام عسقلانی اپنے بعض جوابات میں فرماتے ہیں یہ زیادتی ضعیف ہے اور روایت ماقبل قوی ہے زرکشی فرماتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ کوئی اصل نہیں لیکن ترمذی میں یہ موجود ہے کہ آپ ﷺ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ ﷺ کب نبی ہوئے۔آپ ﷺ نے فرمایا جب آدم روح اور جسد کے درمیان تھے۔(یعنی آدم کا مجسمہ تیار ہو چکا تھا اور ابھی روح نہ ڈالی گئی تھی) ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم عرباض بن ساریہ سے روایت کیا ہے کہ میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا جا چکا تھا۔جب کہ آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں پڑے ہوئے تھے۔امام سیوطی فرماتے ہیں عوام نے اس میں یہ زیادتی کر ڈالی کہ نہ آدم تھے نہ پانی اور نہ مٹی۔ان الفاظ کی کوئی اصل نہیں''

اس روایت کو مختلف انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔لیکن یہ سب انداز غیر مستند ہیں۔جن کی کوئی اصل نہیں ہے۔اس روایت سے ایک تو اللہ تعالیٰ محتاج اور دوسرا تکوینی نبوت ثابت ہوتی ہے۔مرزا کی ظلی و بروزی نبوت کی بنیاد بھی یہی روایت ہے۔میثاق ارواح انبیاء کا ماخذ بھی یہی روایت ہے۔

Marfat.com

☆لو احسن احد کم ظنه بحجر لنفعه الله به "اگر تم میں سے کوئی پتھر سے حسن ظن قائم کرے تو اللہ اس کو پتھر سے نفع بخشے گا"

قال ابن تیمیه کذب ونحوه قو ل الحافظ ابن حجر لاصل له وقال ابن قیم هو من کلام عباد الاصنام(۶۰) "بقول ابن تیمیہ جھوٹی روایت ہے اور اسی طرح حافظ ابن حجر کے بقول اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور ابن قیم کا بیان ہے یہ بت پرستوں کا بنایا ہوا کلام ہے"

☆اول ما خلق الله العقل "سب سے پہلے اللہ نے عقل کو پیدا کیا"

موضوع باتفاق قاله ابن تیمیه وغیره(۶۱) "ابن تیمیہ وغیرہ کے بقول باتفاق موضوع ہے"

بضعاً وثلا ثین حدیثاً فی العقل قال ابن حجر کلها موضوعة منها.(۶۲)

"عقل کے بارے میں ۳۵ روایات موجود ہیں بقول ابن حجر وہ سب کی سب موضوع ہیں"

وکل حدیث ورد فیه ذکر العقل لا یثبت "عقل کے بارے میں جتنی روایات مذکور ہیں وہ سب کی سب صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں ہیں"

قال الصغانی مو ضو ع اتفاق(۶۳) "امام صغانی وغیرہ کے بقول متفقہ طور پر موضوع ہے"

فلاسفہ کے نظریہ مصدر کائنات کے لیے عقل اول کے تصور کی تغلیط ثابت ہوتی ہے۔مزید دیکھئے توحید نمبر۳ "فلسفہ توحید اور ذرائع علم کی عجمی تشکیل" کے باب فلسفہ عقلیت کے قدیم وجدید تصورات

☆قلب المومن عرش الرحمٰن "مومن کا قلب رحمٰن کا عرش ہے"

اسی طرح،قلب المومن من بیت الرب "مومن کا قلب رب کا گھر ہے"

قال ابن تیمیه موضوع (۶۴) "ابن تیمیہ نے فرمایا کہ یہ موضوع ہے"

وقال السخاوی لیس له اصل فی المرفوع(۶۵)

"امام سخاوی نے فرمایا کہ اس حدیث کی کوئی مرفوع اصل نہیں ہے"

☆وما وسعنی سمائی ولا ارضی ولکن وسعنی قلب المومن.

"میں آسمان اور زمین میں نہ سما سکا مگر مومن کے قلب میں سما گیا"

قال ابن تیمیه مو ضوعٌ...واقره السیوطی فی الذیل ...وذکره القاری فی

Marfat.com

الموضوعات ...وهكذا فى تذكرة الموضوعات للفتنى وفيه عن الذركشى وضعه الملاحدة (٦٦) ''ابن تیمیہ نے فرمایا کہ یہ موضوع ہے، امام سیوطی نے اس کے موضوع ہونے کی تصدیق کی ملا علی قاری نے اس کو موضوعات میں بیان کیا ہے اسی طرح تذکرۃ الموضوعات للفتنی میں ہے نیز اس میں یہ بھی موجود ہے بقول زرکشی اس روایت کو ملاحدہ نے وضع کیا ہے''

قال ابو الفضل العراقى لم ارله اصلا و كذا قال ابن تيميه هو مذكور فى الاسرائيليات وليس له اسناد معروف عنه ﷺ....(٦٧)

''ابوالفضل عراقی فرماتے ہیں میں نے اس کی کوئی اصل نہیں دیکھی اسی طرح ابن تیمیہ نے فرمایا کہ یہ اسرائیلیات میں مذکور ہے اس کی رسول ﷺ سے کوئی معروف سند نہیں ہے''

☆ان اولیانی تحت قبانی ''میرے اولیاء میری قبا کے نیچے ہیں'' لااصل له بل كتب الصوفية

''کتب حدیث میں اس کی کوئی اصل ثابت نہیں بلکہ یہ کتب صوفیہ میں پائی جاتی ہے''

☆ سمعت رسول ﷺ يقول يكشف ربنا عن ساقة فيسجد له كل مومن ومومنة ويبقى من كان يسجد فى الدنيا رياء وسمعة فيذهب يسجد فيعود ظهره طبقاً واحداً ''ابوسعید خدری کہتے ہیں، میں نے رسول ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، کہ ہمارا رب قیامت کے روز اپنی ساق کھول دے گا جتنے مسلمان مرد عورتیں ہوں گی سب کے سب سجدے میں گر پڑیں گے، صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جو دنیا میں دکھانے اور سنانے کے لیے سجدہ کیا کرتے تھے، وہ اس وقت سجدہ کرنے چلیں گے تو ان کی پیٹھ ایک تختہ ہو جائے گی۔''

تو قطع نظر دیگر مباحث کے جو توجیہ وتفسیر قرآن کریم کی آیات کی کی جاتی ہے۔ضروری ہے کہ اس حدیث پر نظر ثانی کی جائے نظام نیشاپوری کی اس لطیف توجیہ کو بھی پیش نظر رکھیے جس میں وہ لکھتے ہیں:۔معناه يوم يشتد و يتفاخم ، ولا كشف ثمة ولا ساق، كما، تقول لما قطع الشحيح يده مغلولة ولا يد ثمه ولا غل وانما هو مثل فى البخل وقال ابو سعيد الضرير ساق الشيء اصله الذى به قوامه كساق الشجر و ساق الانسان فمعنى الايةيوم تظهر حقائق الاشياء اصولها.

''آیت کے معنی یہ ہیں کہ اس دن صورت معاملہ نہایت سخت وشدید دشوار ہو جائے گی ورنہ اصل میں نہ تو وہاں ساق

Marfat.com

کھلنے کا شائبہ ہے اور نہ ساق ہی ہے، کہ کھلی یا ڈھکی رکھی جائے، مثلاً ایک بخیل کے ہاتھ کٹے ہوئے ہیں حالانکہ نہ وہاں ہاتھ ہیں اور نہ بندش ہے، بلکہ دراصل یہ مثل جس سے اظہار بخل منظور ہوتا ہے ابوسعید ضریر کہتے ہیں، ساق وہ شے ہے جس سے کسی شے کا قوام وابستہ ہو جیسے ساق درخت، ساق انسان اس بنا پر آیت کے معنی یہ ہوں گے اس دن اشیاء کی حقیقتیں اور اصلیتیں ظاہر ہوں گی۔"

جو کچھ پیش آتا ہے دینا ہی پیش میں آئے گا۔ قیامت سے ان واقعات کو تعلق نہیں ہے قیامت وہ دن ہے کہ کسی کو عبادت کی تکلیف نہ دی جائے گی نہ وہاں رکوع ہے نہ سجود ہے، نہ قعود ہے نہ قیام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿یوم یکشف عن ساق ویدعون الی السجود فلا یستطعیون﴾ "وہ دن جب خطرہ بڑھ جائے گا لوگ سرافگندگی کے لیے بلائے جائیں گے مگر نہ کر سکیں گے۔

پھر کیونکہ ممکن ہے کہ قیامت کے دن حساب کا دن ہے انہیں کسی عبادت کا حکم دیا جائے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ قیامت کی ہیبت سے اتنے پریشان ہوں گے کہ عبادت کے ہر صحیح انداز کو بھی بھول جائیں گے اس سے ان کی ذہنی پریشانی اور تشتت فکری مراد ہے۔ (٦٨)

قرآن کریم میں یوم یکشف عن ساق کے الفاظ میں ساق میں نکرہ ہے جس کا معنی محققین نے اصل، بنیاد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہر انسان کے اعمال کی حقیقت کو منکشف کر دیں گے لیکن روایت میں ساق کو نکرہ کی بجائے ساق معرفہ لکھا گیا ہے جو کسی راوی کی سازش معلوم ہوتی ہے جسے مجسمہ فرقہ اپنے باطل نظریات کے لیے استعمال کرتا ہے۔ وہ اس آیت کی مدد سے اللہ تعالیٰ کو مجسم تسلیم کرنا چاہتے ہیں۔ قرآن میں ساق کا لفظ نکرہ اور روایت میں معرفہ کا استعمال اس روایت کے صحیح نہ ہونے کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اعضاء ماننا اس کی شان کے خلاف ہے۔

مزید دیکھئے۔ کتاب الاسماء والصفات ۲۵۰۔۲۵۲ کشف ساق کی حقیقت کا علمی مقالہ زیر تسوید ہے۔

تنزلات ستہ اور موضوع حدیث

عبدالرحمٰن لکھنوی لکھتے ہیں:۔

واشیرا الی الا ولی بقوله علیه السلام فی الحدیث القدسی کنت کنزا

مخفیا و کان اللہ ولم یکن معہ شیء و کان فی عما ما فو قہ ھوا وما تحتہ ھواء فی جواب الا عرابی حین سالہ ﷺ بقولہ این کان ربنا قبل ان یخلق الخلق وقد علم الا عراابی ان اللہ سبحانہ الان ای بعد ایجا د ہ الخلق مع الخلق ای لیس ورائہ بقولہ سبحانہ اللہ معکم وان اللہ معنا"(٦٩)

اورمرتبہ اولی کی طرف رسول کریم ﷺ کے اقوال اشارہ کرتے ہیں۔

(۱)حدیث قدسی کنت کنزاً مخفیاء میں گنج مخفی تھا۔

(۲)کان اللہ ولم یکن معہ شیء یعنی اللہ تعالیٰ ہی تھا اوراس کے ساتھ کوئی دوسری شے نہیں تھی۔

(۳)کان فی عماء ما فوقہ ھواء وما تحتہ ھواً یعنی اللہ تعالیٰ پردہ ءابر میں تھا جس کے اوپر نیچے ہوا نہ تھی۔

آپ ﷺ کا قول مذکورہ اس اعرابی کے سوال کے جواب میں وارد ہوا ہے۔جس نے آپ ﷺ سے یہ سوال کیا تھا کہ ہمارا رب پیدا کرنے کے قبل کہاں تھا حالانکہ اعرابی مذکور یہ جانتا تھا کہ اب اللہ سبحانہ یعنی خلق کے پیدا کرنے کے بعد اپنی مخلوق کے ساتھ ہے یعنی اللہ تعالیٰ خلق کے سوانہیں ہے بلکہ عین خلق ہے اوراعرابی کے اس علم کی دلیل کہ خالق ماورائی خلق نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا قول واللہ معکم ومعنا ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور بتحقیق اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے" کنت کنزاً موضوع حدیث ہے کان اللہ ولم یکن معہ شی ءصحیح حدیث ہے جس سے عینیت کی تغلیط ثابت ہوتی ہے۔متیٰ کان ربک کا جواب پہلے آچکا ہے۔معکم اورمعنا سے معیت علمی کا استحضار ہے۔

فقولہ کنت کنزاً ای مجمعا لمعانی الا سماء الا لھیۃ من الحیوۃ والعلم والقدرۃ والا رادۃ والسمع والبصر والکلام وتوابعھا ومجمعا لمعانیالا سماء الکیانیۃ من الزوجیۃ والملکیۃ والمثالیہ والجسمانیۃ و توا بعھا.(۷۰)

"پس حدیث قدسی میں قول رسول ﷺ کنت کنزاً مخفیا کی تفسیر یہ ہے کہ (گنج تھا یعنی اسماء اورصفات الٰہیہ اورتوابع صفات الٰہیہ کا مصداق اورمجمع معانی تھا صفات الٰہیہ حیات،علم،قدرت،ارادہ،سمع،بصر،کلام ہیں اورتوابع صفات مذکورہ ادراک،فاعلیت،افاضیت وغیرہ ہیں اور میں مجمع معانی اوراسماء اوصفات کیانیہ اورتوابع صفات کیانیہ کا مصداق ہوں صفات کیانیہ زوجیت،ملکیت،مثالیت،جسمانیت وغیرہ ہیں اورتوابع صفات مذکورہ تجرد،تنزہ،تمدد، تشکل وغیرہ ہیں"

Marfat.com

اس تفسیر میں صوفیہ کے اصطلاحی مراتب کی طرف اشارہ ہے اور وہ چھ ہیں۔(۱) غیب اول (۲) غیب ثانی (۳) عالم ارواح (۴) عالم مثال (۵) عالم شہادت (۶) عالم انسان

اور آپ ﷺ کے قول کے معنی جو کہ حدیث مذکورہ میں مخفیاً ہے یہ ہیں کہ میں اپنے نفس سے پوشیدہ تھا یعنی واحدیت کے چہرہ سے احدیت کے نقاب کو میں نے اٹھایا نہ تھا۔(۷۱)

والی المر بتة الثانية اشير بقوله فاحببت ان اعرف اذاالاحباب وشرط عدم الا عتبار لا يتصور بدون الشعور والعلم "اور مرتبہ ثانیہ یعنی وجود بشرط لاشی کی طرف جس سے عینیت ثانی کنایہ ہے آپ ﷺ کا قول مندرجہ ذیل اشارہ کرتا ہے قول ﷺ فاحببت ان اعرف میں نے اس بات کو دوست رکھا کہ میں پہچانا جاؤں اور اس امر کی دلیل کہ یہ حدیث شرط لاشیء کی طرف اشارہ ہے یہ ہے کہ کسی شے کو دوست رکھنا۔ اور عدم اعتبار کی شرط یعنی تعین لاشی شعور علم کے بغیر متصور نہیں ہے اور اس مرتبہ میں ذات بحت نے علم وارادہ کی صفت سے ظہور پایا اور اس بات کی خواہش کی کہ پہچانی جائے۔

والی الثالثة اشير بقوله فخلقت الخلق اى اوجدت فى نفسى الا عتبار لان الخلق فى اللغة انداز كر دن پيش از پد يد كر دن وليس هذا المعنى المذكوراه الا عتبار فقط اذ مصداق اندازه كردن پيش از پديدكردن ليس الاالارادة وهى اعتبارالمعتبر فى نفسه بنفسه بان يتكرر نفسه فى نفسه بنفسه.(۷۲)

"اور مرتبہ ثالثہ جس سے وجود بشرط شیء اور شہادت اور تفرقہ کنایہ ہے اس کی طرف قول رسول ﷺ اشارہ ہے فخلقت الخلق پس میں نے خلق کو پیدا کیا۔ یعنی اپنی ذات میں میں نے اعتبار کو ایجاد کیا۔ اس لیے کہ لغت میں خلق کے معنی قبل از ظہور اندازہ کرنے کے ہیں اور معنی مذکورہ محض اعتباری ہیں اس لیے کہ ارادہ کے سوا اندازہ کرنے کی کوئی مصداق ظاہر کرنے کے قبل نہیں ہے۔ اندازہ کرنا خود ہی ارادہ ہے۔ اور ارادہ اس امر سے مراد ہے کہ معتبر اپنی ذات میں بذاتہ اپنی تکرار اور تکثر کو اعتبار کرے لیکن تکرار اور تکثر مذکور بھی اپنے نفس میں بنفسہ ہوتا ہے جیسے کہ دریا جس وقت میں کوئی موج اس سے ظاہر نہیں ہے اس سے خود بخود اعتبار کیا پس فخلقت الخلق کے معنی ارادہ خالق کے سوا جو کہ اس کا اعتبار ہے کوئی دوسری شے نہیں ہے

اور واضح ہو کہ سالک اس مقصود کی منزل کو جب ہی قطع کرتا ہے کہ خود کی نفی کرے اور اثبات کا یقین کرے کہ میں خود ابھی تک پیدا نہیں ہوا ہوں بلکہ ذات بحت جو کہ آفرینندہ ہے۔ جس طرح سے وہ تھی ویسی ہی ہے اور ویسی ہی رہے گی اور الان كما كان اس مقصود کا شاہد ہے"

Marfat.com

پیر مہر علی شاہ نے بھی خلق کا معنی ظہور لکھا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کائنات کا خالق ثابت نہیں ہوتا۔

فقال الجنید بعد سماع حدیث کان الله ولم یکن معه شیء الان کما کان انما هو لدفع التوهم والاان اراد به ما ارد نا یلزم منه عدم لطافته قوله ﷺ کان الله ولم یکن معه شی ء ان ارادبه غیر ما ذکر نا ینا قضه الله معنا والله معکم. (۷۳)

اور خلقت الخلق کے معنی بخوبی معلوم ہو گئے ہیں تب جنید کا قول الان کما کان جو کہ آپ نے بعد استماع حدیث کان الله ولم یکن معه شیء کے فرمایا ہے صرف ان لوگوں کے اندفاع توہم کے واسطے ہے جنہوں نے لم یکن معه شیء کو زمان ماضی میں مقید گمان کیا ہے اور اگر الان کما کان توہم مذکورہ کے اندفاع کے واسطے نہ ہو تب اس کو محذور یعنی مانع کا لزوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے اگر جنید نے حدیث مذکورہ میں معنی مذکورہ یعنی مخلوق کا اعتبار محض ہونا مراد لیا ہے تب اس سے قول رسول ﷺ کی جو کہ کان الله ولم یکن معه شی ء ہے عدم لطافت کا گمان ہوتا ہے اس لیے کہ قول الان کما کان سے حدیث مذکورہ کے استماع کے بعد یہ مفہوم ہوتا ہے کہ حدیث مذکورہ الا ن کما کان کے معنی پر دلالت نہیں کرتی ہے حالانکہ حدیث مسطور مضمون مذکورہ پر صریح طور سے دلالت کرتی ہے اس لیے کان اور لم یکن حدیث نبوی میں دوام اور استمرار کے واسطے ہیں جس طرح سے کان الله علیما حکیما میں اور اس کی مثل میں لفظ کان صرف زمان ماضی میں مقید نہیں ہے۔ تا کہ زمانہ حال کے ذکر کی احتیاج ہو اور اگر جنید کی مراد معنی مذکورہ کے سوا اور کوئی معنی ہیں یعنی خلق سے اعتبار محض مراد نہیں ہے تب ان کی مراد کی اللہ کے کلام الله معنا والله معکم ناقص ہوگا جو کہ عینیت پر دلالت کرتا ہے"

کان کی دو اقسام ہیں ایک تامہ اور دوسرا ناقصہ ہے۔ اس حدیث میں کان تامہ کا استعمال ہوا ہے جنید کا دعویٰ صحیح ہے۔ عبدالرحمٰن لکھنوی نے عینیت کو ثابت کرنے کے لیے کان کے مفہوم میں تحریف کی ہے۔

عبدالرحمٰن لکھنوی کے ان اعتراضات کا اجمالی جواب یہ ہے:۔ تنزلات ستہ کا ماخذ ایک موضوع حدیث پر استوار کیا گیا ہے۔ جب دعویٰ کے دلائل میں سقم موجود ہے تو دعویٰ کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ ابن عربی نے ربط بین الحادث والقدیم کے حقائق کو وحدۃ الوجود کے فلسفے میں پیش کیا ہے اس فلسفے کے تحت ابن عربی نے کائنات کو اللہ سے صادر کرنے کے لیے سات مراتب اور چھ تنزلات مقرر کئے ہیں جن میں سے مرتبہ اولیٰ کا نام "احدیت" ہے وجود مطلق مرتبہ احدیت میں مسلوب الصفات اور مجہول النعت ہے یہ ہر طرح کی صفات کے اطلاق سے خالی ہے اسے وجود مطلق ذات بحت نفس کلیہ

Marfat.com

بھی کہتے ہیں جب وجود مطلق صفات اور اسماء الٰہیہ سے خالی ہے تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کائنات صفات اور اسماء الٰہیہ کا مظہر کیسے بن سکتی ہے دوسرا ابن عربی کہتا ہے کہ اللہ کا علم قدیم ہے اس لیے اس کے معلومات بھی قدیم ہیں اور یہی موجودہ کائنات چونکہ معلومات الٰہیہ ہے اس لیے یہ کائنات بھی قدیم ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے جب ذات الٰہیہ مرتبہ احدیت میں مسلوب الصفات اور مجہول النعت ہے۔حتی کہ اس پر کسی صفت کا اطلاق بھی نہیں ہوسکتا۔یعنی جب وہ اس وقت علیم بھی نہیں تو اس کے علم اور معلوم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

تنزل ثانی کو مقام واحدیت یا اعیان ثابتہ،صور علمیہ،معلومات الٰہیہ کہتے ہیں اس مرتبہ میں ذات الٰہیہ کی صفات کا تفصیلی ظہور ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ظاہر کرنا تھا اسے اعیان ثابتہ کی دنیا میں ظاہر کر کے رکھ دیا۔اب اللہ تعالیٰ خود بھی اس میں کوئی تبدیلی نہیں کرسکتا جس سے اللہ پر مجبوری کا اطلاق ثابت ہوتا ہے وحدۃ الوجود کے آغاز اور نزول کی لغزش یہی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے نزول کے چھ تعینات مقرر کیے گئے ہیں جس سے ساری کائنات پر الوہیت کا اطلاق اور دوسرا اللہ تعالیٰ ظہور کے لیے علت مادیہ کا محتاج ثابت ہوتا ہے۔جبکہ نزول اور ظہور کا ثبوت شرع سے ثابت نہیں ہے عصر حاضر میں اس کے خلاف قلمی جہاد کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

نوٹ:۔آئندہ شمارہ میں تنزلات ستہ کی تفصیلی تغلیط پیش کی جائے گی۔

☆٪☆٪☆٪☆٪☆٪☆٪☆٪☆٪☆٪☆٪☆

مصادر و مراجع

(۱)الدکتور محمود الطحان ،تیسیر مصطلح الحدیث نشر السنہ ملتان،ص۸۸(۲) نفس المرجع ،ص۸۸ (۳)نفس المرجع ،ص۸۸(۴)نفس المرجع،ص۸۸(۵)نفس المرجع ،ص۸۹ (۶) میزان الاعتدال ،ج۱،ص۶۴۱(۷) نفس المرجع ،ج۱،ص۶۴۰(۸) نفس المرجع ،ج۱،ص۶۴۰(۹) نفس المرجع ، ج۱ ،ص۶۴۰(۱۰) انور شاہ کشمیری،فیض الباری،ج۱،ص۴۲۸(۱۱)عبدالباری ندوی،تجدید تصوف و سلوک،ص۸۹(۱۲)نفس المرجع،ص۹۰(۱۳)ھدیۃ المھدی ،ج۱ ،ص ۹ (۱۴)

الطاف احمد اعظمی، وحدۃ الوجود ایک غیر اسلامی نظریہ، دوست ایسوسی ایٹس، الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور، ص ۱۸۰ (۱۵) امام ابن تیمیہ، الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح، بمطبعۃ النیل بمصر ۱۹۰۵ء ج ۱ ص ۲۵۰ (۱۶) کشف الخفاء، ج ۲، ص ۲۳۴ (۱۷) علامہ محمد طاہر بن علی الہندی، تزکرۃ الموضوعات، المکتبہ القیمۃ کھڑک بو ستہ نمرہ ۳ بمبئی، ص ۱۱ (۱۷) امام سیوطی، الحاوی للفتاوی، ج ۲، ص ۴۱۳ (۱۸) رسالہ الفجر، تہران، ۱۹۸۳ء، ص (۱۹) علامہ جوت البیروتی، اسنیٰ المطالب، مصطفی البابی الحلبی بمصر، ۱۳۴۶ھ، ص ۶۵ (۱۹) (علامہ جوت البروقی، تنزیہ الشرعیہ، مصطفی البابی الحلبی بمصر، ۱۳۴۶ھ ج ۱، ص ۱۴۸ (تزکرۃ الموضوعات، ص ۱۱ (۲۰) ملا علی قاری، المصنوع فی احادیث الموضوع، ص ۲۰ (۲۱) موضوعات کبیر، ص ۳۹ (۲۲) اسنی المطالب، ص ۱۱۰ (۲۳) تذکرۃ الموضوعات، ص ۱۲ (۲۴) الشیخ اسماعیل بن محمد بن عبد الہادی العجلونی، کشف الخفاء ومزیل الالباس، دار الکتب والعلمیہ بیروت لبنان، ۲۰۰۱ء، ج ۱، ص ۳۸۵ (۲۵) تذکرہ الموضوعات، ص ۱۳ (۲۶) ھدیۃ المھدی، ج ۱، ص ۱۰ (۲۷) نفس المرجع، ج ۱، ص ۱۱ (۲۸) آیت اللہ کمرہ ای، امالی شیخ وصدوق، کتاب خانہ اسلامیہ تہران خیابان پامنار، ۱۳۶۲ھ، ص ۱۷۶ (۲۹) نفس المرجع، ص ۲۷۹ (۳۰) الدکتور الشیخ مصطفیٰ السباعی، السنہ ومکانتھا فی التشریع الاسلامی، دار نشر الکتب الاسلامیہ ۲. شارع شیش محل لاہور، الطبعۃ رابعۃ، ۱۹۸۵ء، ص ۸۴ (۳۱) مسلم، ص ۴۲۱ (الشیخ ابن ابی العز، شرح العقیدہ الطحاویۃ، المکتب الاسلامی بیروت، ۱۴۰۰ھ، ص ۵۸ (۳۲) منہ ص ۱۸۹ (نفس المکان، ص ۳۲ (۳۳) نفس المرجع، ص ۳۲ (۳۴) اسنی المطالب، ص ۱۲۷ (۳۵) نفس المرجع، ص ۱۲۸ (۳۶) نفس المرجع، ص ۱۱۰ (۳۷) نفس المرجع، ص ۲۸۲ (۳۸) مجلہ اسلامائزیشن، ج ۱، شمارہ ۱، ص ۴۵ (۳۹) ابن الجوزی، العلل المتناھیۃ، ج ۱، ص ۶ (۴۰) اللالی، ج ۱،

Marfat.com

ص ۲۷۲ (علامه ناصر الدین البانی الاحادیث الضعیفه والموضوعه،ص ۳۰۰ المکتبة الاثریه سانگله شیخوپوره (۴۱)مذہبی داستانیں،ج ۲،ص۴۱۹(۴۲) کتاب الروح،ص۱۹۳(۴۳) نفس المرجع ،ص۱۹۹(۴۴) نفس المرجع ،ص۲۰۶ (۴۵) شیخ الاسلام شمس الدین ابی عبداللہ محمد ،الشہیر بابن قیم الجوزی ،کتاب شفاء العلیل،طبع بالمطبعة الحسینیة المصریة ۱۳۲۳ھ،ص۱۳(۴۶) رواہ احمد،ابن کثیر،ج۱،ص۳۷۸(۴۷)علامہ احسان الٰہی ظہیر،الشیعہ والتشیع ،ادارہ ترجمان السنہ ۴۷۵شادمان لاہور،۱۹۸۴ء ،ص۳۳۴ (۴۸)اصول کافی کتاب الحجه ،ج ۱ ،ص۴۳۷(۴۹) محمد محسن الکاشانی ,تفسیر الصافی ،مطبعة سعید مشهد الطبعة الاولیٰ ,ج ۱ ، ص۳۲۵ (۵۰)محمد قاسم نانوتوی ،تحذیر الناس ،کتب خانہ رحیمیہ دیوبند سہارن پورص۶ (۵۱)محمد انور شاہ کشمیری ،نطق انور ،مرتب سید احمد رضا بجنوری ،مکتبہ ناشر العلوم بخارا روڈ بجنور یو پی ،ص۵۱(۵۲)کشف الخفاء ،ص۲۳۷ (۵۳) سیرت النبی ،ج۳،ص۶۷۵ (۵۴)مذہبی داستانیں ،ج۱،ص۶۹(۵۵) نعمان بن ثابت ،شرح الفقہ الاکبر.ملا علی قاری،دارلکتب علمیہ بیروت لبنان،ص۴۷ (۵۶) محمد عبدالرحمن بن حاجی محمد روشن خان،الجوامع القادریة فی معتقدات اهل السنة والجماعة،سن،ص۵۵(۵۷)عبدالقدوس ہاشمی،مقالات ہاشمی،ص۳۸(۵۸) کشف الخفاء۱۸۳۳(۵۹)ملا علی قاری ،بالموضوعات کبیر ،ص۵۴ (۶۰)نفس المکان،ج۲،ص۱۳۸ ،حدیث نمبر۸۵۲۰(۶۱) اسنی المطالب،ص۵۹(۶۲) تذکرہ الموضوعات،ص۲۹(۶۳) کشف الخفاء ،ج،۱ ،ص۲۳۶ (۶۴) تنزیه الشریعة،ص۱۴۸ (۶۵)المقاصد الحسنة، ص۱۴۴(۶۶)لابن عراق للکنانی تنزیه الشریعة،ج ۱ ،ص۱۴۸ ، ص۲۰۳(موضوعات کبیر،ص۶۲ (تذکرة الموضوعات للفتنی،ص (۶۷)مقاصد السخاوی،ص۱۷۶ (۶۸)ابوالکلام,مقالات ابوالکلام آزاد,ص(۶۹) کلمة الحق ،ص۱۸۸(۷۰)نفس المرجع ،ص۱۸۸(۷۱)نفس المرجع ،ص۱۸۹ (۷۲)نفس المرجع ،ص۱۹۰ (۷۳)نفس المرجع ،ص۱۹۰

Marfat.com

نظم

تفہیم کلمہ کو فرض عین مان — توحید خالص کی اساس بھائی جان

کلمہ کا مفہوم بالکل آسان — خالق کو مخلوق سے الگ گردان

من دون اللہ سارا جہان — عالم محسوسات سے بالا. رحمٰن

مقصد تخلیق انسان معرفت رحمٰن — چھوڑ فروعی مسئلے حقیقت پہچان

آفاق وانفس میں کر دھیان — معرفت الٰہیہ کے واضح نشان

اعلام سے پر زمین وآسمان — ہر شے واجب الوجود کی برھان

ذات مشخص کے چھوڑ گمان — بے مثل بے مثال اللہ سبحان

نظم کون اس صداقت کی برہان — یکتا ہستی کا رائج فرمان

جس کے قبضے میں زمین وآسمان — سب کی روزی کا وہی پاسبان

سب جہانوں کا اکیلا نگران — ساری مخلوق کا مکمل نگہبان

اپنی مخلوق پر کتنا مہربان — بلا تخصیص جاری جس کے فیضان

بشری صفات سے منزہ اسے مان — وحدہ لا شریک اسے جان

رکھ اس حقیقت پر پختہ ایمان — صفات الٰہی کا مظہر نہیں انسان

فلسفہ مظاہر شرک کی دوکان — جس کے سوداگر حزب الشیطان

تکوینی امامت وولایت کے بیان — دیتے ہیں اکثر احبار و رہبان

ازلی نبوت کے پکے داعیان — شرک سے آلودہ ان کے دھیان

حقیقت محمدیہ نہیں روح الاکوان — نظریہ لولاک اک مذہبی داستان

مذہبی فرقوں کے مصری داعیان — فلسفہ توحید کے کھوکھلے ترجمان.

وحدۃ الوجود پر رکھنا ایقان — اللہ کی ہستی پہ باندھنا بہتان

اعیان ثابتہ کے فکری حامیان — عجمی نظریات میں رطب اللسان

Marfat.com

نظریہ فناء فی اللہ خلاف قرآن　　اس سے بچنا حتی الا مکان
معرفت الٰہی کا جن میں فقدان　　ذات الٰہی کے وہ نہیں قدردان
کلمہ کن والا ہوا جب فرمان　　عدم سے وجود میں آیا جہان
فاطر اور بدیع بڑا عالیشان　　بنائے بن مادہ کے زمین وآسمان
سمجھ اس حقیقت کو بھولے مسلمان　　اسباب کا محتاج نہیں ہمارا رحمٰن
قوانین فطرت اس کے تابع فرمان　　فعال لما یرید جس کی شان
متصرف فی الکون ہر گھڑی ہر آن　　کل یوم ہو فی شان
مشیت الٰہی کا واضح اعلان　　کل من علیہا فان
فکر پرویز کی دیکھی اڑان　　الحاد یہ ٹوٹی آکر تان
تصرف سے عاجز کر کے گمان　　قدرت الٰہی پر باندھا بہتان
قرآن کا یہ فیصلہ علی الاعلان　　مشرک کی بخشش کا نہیں امکان
غلط عقیدے سے نہیں ہوگا اطمینان　　قلبی سکون سے رہے گا سنسان
معرفت الٰہیہ کا سرچشمہ قرآن　　مضطرب دلوں کی تشفی کا سامان
جنہوں نے توڑے شریعت کے پیمان　　مٹ گئے ان کے نام و نشان
مقصود حیات رب کی رضوان　　عبادت الٰہی میں معراج انسان
اللہ رکھے اپنی حفظ و امان　　جس سے بڑا نہیں کوئی سلطان
سب مشکلوں میں حقیقی مستعان　　اصل مشکل کشائی قدر پہچان
بشیر یہ کامیابی عظیم الشان　　اگر ہو جائے خاتمہ بالایمان

کتاب	پرویزیت کے الٰہیاتی تصورات
مصنف	ظفر اقبال خان
ناشر	ادارہ اسلامیہ حویلی بہادر شاہ
تبصرہ نگار	پروفیسر سلیم منصور خالد
قیمت	۵۰۰ روپے
صفحات	۸۰۰

اس تحقیقی اور تجزیاتی کتاب میں انکار حدیث کا جائزہ پیش کرتے ہوئے اگرچہ بظاہر موضوع بحث تو چودھری غلام احمد پرویز کے فکر وفن کو بنایا گیا ہے، لیکن مصنف نے مختلف پہلوؤں سے بحث کی وسعت اور موضوع کے پھیلاؤ میں، مختلف مذہبی تصورات پر بھی ایک جان دار محاکمہ پیش کر دیا ہے پرویز صاحب کے ہاں مسلمہ دینی شعائر سے فرار استدلال کی کمزوری، موقف میں تبدیلی، یکسوئی کے فقدان اور تضاد فکری کو جس پیرائے اور ربط کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، وہ خود پرویز صاحب کے مریدوں کے لیے ایک چشم کشا آئینہ ہے۔

جدیدیت کی لہر اور امریکا کی زیر نگرانی تحریف فی الدین کی تحریک کا ہراول دستہ منکرین حدیث یا ان کے آس پاس کے خود ساختہ ''ماہرین علوم اسلامیہ'' ہیں ان عناصر کے استدلال کی داخلی کمزوری کو سمجھنے میں بھی یہ کتاب مددگار ثابت ہو سکتی ہے اگر کتاب کے اسلوب بیان میں آسان نویسی پر توجہ دی جاتی تو اس کا دائرہ تفہیم وسیع تر ہو جاتا۔ تاہم اب بھی اہل شوق اس سے دلیل کی قوت حاصل کر کے معرکہ حق و باطل میں ایک کمک حاصل کر سکتے ہیں۔ (ماہنامہ ''ترجمان القرآن'' لاہور، جنوری ۲۰۰۵)

کتاب	فلسفہ توحید کی عجمی تشکیل
مصنف	ابوالخیر اسدی
ناشر	ادارہ اسلامیہ مخدوم رشید ملتان
تبصرہ نگار	محمد اکرم افضل

قیمت ۱۵۰روپے

جناب ابوالخیر اسدی (م ۲۰۰۱) کے نام سے شائع شدہ زیر نظر کتاب ''حرف آغاز'' (مقدمہ) اور دو حصوں میں تقسیم کی گئی ہے ''حرف آغاز'' (صفحات ۱۔۱۹) میں اس روش کی مذمت کی گئی ہے کہ اہل علم کے شخصی احترام کے پیش نظر ان کے غلط نظریات پر گرفت نہیں کی جاتی مؤلف کے نزدیک ایسے ہی غلط نظریات میں سے ایک وحدت وجود کا نظریہ ہے۔ جناب مؤلف اسے غیر اسلامی قرار دیتے ہیں اور اس کی تردید کو فرض عین سمجھتے ہیں۔ نظریہ وحدت وجود، ان کے نزدیک دو ستونوں ''اعیان ثابتہ'' اور ''وجود مطلق'' پر قائم ہے اور کتاب کے اگلے دو حصوں میں بالترتیب ''اعیان ثابتہ'' اور ''وجود مطلق'' پر بحث کی گئی ہے۔

''اعیان ثابتہ'' کے بارے میں ڈاکٹر ولی الدین کے حوالے سے وجودی صوفیہ کا یہ موقف پیش کیا گیا ہے کہ اللہ ازل سے عالم ہے اور صفت علم کا ذات باری تعالیٰ سے انفکاک ناممکن ہے اور علم بغیر معلومات کے محال ہے اس لیے یہ ماننا لازم ہے کہ معلومات الٰہی بھی ازلی ہیں۔ ان ہی معلومات کو ''اعیان ثابتہ'' یا ''صور علمیہ'' کہا جاتا ہے تخلیق کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ہے، یعنی ارادہ الٰہی سے ازلی اعیان ثابتہ خارج میں منکشف ہو گئے ہیں۔

ازلی ''اعیان ثابتہ'' کے اس تصور کی تردید میں جناب مؤلف کا موقف یہ ہے کہ انسانوں کو یہاں علم الٰہی اور معلومات الٰہی کا فرق نہ کرنے سے مغالطہ ہوا ہے۔ صفت اور متعلق صفت کا امتیاز ختم کر دینے سے یہ ماننا پڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ازل سے قادر ہے، اس کی قدرت کا تصور مقدورات کے بغیر محال ہے، اس لیے مقدورات بھی ازلی ہیں، اس طرح ازلی مخلوقات کو ماننا پڑے گا، جو اہل اسلام کے نزدیک باطل تصور ہے جناب اسدی کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اگر تمام موجودات ازل سے بطور ''اعیان ثابتہ'' موجود تھیں اور تخلیق، محض خارج میں ان کے ظہور کا نام ہے تو اس کا معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی معلومات محدود ہیں، کیوں کہ مخلوقات محدود ہیں۔ نیز اس سے یہ قباحت بھی لازم آئے گی کہ اللہ تعالیٰ ''اعیان ثابتہ'' کے مطابق ہی تخلیق کر سکتا ہے اس طرح ذات باری تعالیٰ کی قدرت کی تحدید ہو جاتی ہے جو باطل تصور ہے۔

Marfat.com

ان اعتراضات کی تائید میں جناب مؤلف نے کتب عقائد وکلام کے بکثرت حوالے دیے ہیں بطور خاص ابن عربی (م ۱۲۴۰ء) ان پر ناقد ابن تیمیہ (م ۱۳۲۸ء) کی تنقید کا سہارلیا گیا ہے سورہ مریم کی ۶۷ ویں آیت او لا یذکر الانسان انا خلقنه من قبل ولم یک شیاء ''کیاانسان اس بات پرغورنہیں کرتا کہ ہم نے اسے پیدا کیااوراس سے قبل وہ کچھ بھی نہ تھا'' سے استدلال کیا گیا ہے کہ تخلیق سے قبل انسان معدوم محض تھا، کسی درجے میں بھی اس کا وجود نہ تھا۔

جناب مؤلف نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ تخلیق کائنات سے قبل، جس طرح اللہ تعالیٰ کی قدرت، مقدورات کے بغیر کامل تھی، اسی طرح اس کا علم قدیم بھی جہل کے نقص سے مبرا تھا نظریہ وحدت وُجود کے ماننے والوں کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کے قدیم علم میں جب تک ''اعیان ثابتہ'' (صورعلمیہ) یعنی معلومات کو داخل نہ کیا جائے جہل لازم آتا ہے، محض ایک جسارت ہے۔

''وجود مطلق'' کی بحث میں واضح کیا گیا ہے کہ ''وجود مطلق'' کا تصور کلی اور جزئی کی منطقی تقسیم سے ماخوذ ہے اس تقسیم کے مطابق زید اور بکر جزئی تصورات ہیں، مگر ان کے درمیان قدر مشترک انسانیت ایک کلی تصور ہے اسی طرح تمام موجودات، مادی ہوں یا روحانی، میں جو شے قدر مشترک ہے، وہ صرف ''وجود'' ہے اسی کو ''وجود مطلق'' کہتے ہیں اور نظریہ وحدت وجود کے مطابق ''وجود مطلق'' میں کثرت کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ جناب مؤلف نے ''وجود مطلق'' کے اس تصور پر ابن تیمیہ کی یہ تنقید نقل کی ہے کہ ''وجود مطلق'' کی ساری عمارت کلیات کی بنیاد پر کھڑی ہے، مگر کلیات کا وجود صرف ذہنی ہے، اور خارج میں صرف جزئی اور متعین اشیاء ہی پائی جاتی ہیں یعنی خارج میں زید اور بکر ہیں مگر ان میں قدر مشترک جسے انسان کہا جاتا ہے، کا وجود صرف ذہنی ہے، فی الواقع خارج میں ''انسان'' کا کوئی وجود نہیں۔

''اعیان ثابتہ'' اور ''وجود مطلق'' کے اس تجزیہ وتردید کی بنیاد پر ہی کتاب کے عنوان ''فلسفہ توحید کی عجمی تشکیل'' کے ساتھ یہ لکھنا ضروری خیال کیا گیا ہے۔

''وحدۃ الوجود کا وہ نظریہ جس نے پورے عالم اسلام کو پائمال (کذا، پامال) کر کے رکھ دیا ہے۔ اس کتاب میں حقائق کے ساتھ اس کے اس قصر آحمر (کذا احمر) کو اچھی طرح ریزہ ریزہ کر دیا

Marfat.com

گیا ہے" ادارہ اسلامیہ مخدوم رشید کے کارپردازوں سے التماس ہے کہ کتاب کی اشاعت کا مقصد بہ طریق احسن ابلاغ ہے، اوراس کے لیے کتاب کی زبان وبیان کی اہمیت نظرانداز نہیں کی جاسکتی۔

(ماخوذ، ششماہی نقطہ نظر، اسلام آباد اکتوبر ۲۰۰۴۔ مارچ ۲۰۰۵)

نام کتاب تفریح کا اسلامی تصور

مصنف نوید احمد شہزاد

تبصرہ نگار پروفیسر علی اصغر سلیمی

ناشر عبدالواحد شیخ دولت کارپوریشن P-174/2

کارخانہ بازار فیصل آباد

کل صفحات 221 خالص کتاب 213 اور 8 صفحات ایسے ہیں جن پر نمبر شمار درج نہیں کیے گئے، یہ صفحات باب اول سے قبل، تعارف کتاب، عرض مؤلف اور تقسیم ابواب پر مشتمل ہیں۔

کتاب کی تحریر سے مؤلف کے پیش نظر تفریح کی انسانی زندگی میں اہمیت معلوم کرنا، عہد نبوی کی تفریحی سرگرمیوں سے آگاہی حاصل کرتے ہوئے اسلام کے تصور تفریح کو واضح کرنا، نیز جدید تفریحی سرگرمیوں کو اسلام کے مطابق بنانے کے لیے قرآن وسنت سے اصول وحدود اخذ کرنا ہے کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے باب اول میں تفریح کا تعارف، باب دوم میں عہد نبوی کی تفریحی سرگرمیاں، باب سوم میں تصور تفریح اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اور باب چہارم میں موجودہ تصور تفریح کا اسلامی نقطہ نظر سے جائزہ پر نتائج تحقیق پیش کیے گئے ہیں پہلا باب چار فصول دوسرا تین فصول تیسرا تین فصول اور چوتھا چار فصول پر مشتمل ہے ہر باب کی ہر فصل مزید متعدد بحثوں پر مشتمل ہے ابواب کی اس تقسیم اوراس کے تحت ذیلی عنوانات ومباحث سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کتاب میں موضوع زیر بحث پر کس قدر مواد فراہم کیا گیا ہے مزید یہ کہ ہر صفحے کے نیچے فٹ نوٹ میں کئی کئی حوالہ جات درج ہیں۔

"تفریح کا اسلامی تصور" عنوان بہت چونکانے اور ایک دم توجہ اپنی مبذول کرانے والا ہے عام طور پر جو اسلام کی تشریح رائج ہے اس میں تفریح کے بہت محدود مواقع کی ہی اجازت پائی جاتی ہے اور جتنی

Marfat.com

اجازت ہے اس پر بھی اس قدر پابندیاں اور حد بندیاں بر بنائے احتیاط اور بتقاضائے تقویٰ اور بحفاظت فتنہ لگادی جاتی ہیں کہ آدمی ان تفریحی سرگرمیوں میں پڑنے سے بچنے ہی میں عافیت سمجھتا ہے چنانچہ وہ ترک کو اختیار پر ترجیح دیتا ہے ترک کو اختیار پر ترجیح دینے کا نتیجہ تفریح سے محرومی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جو قاری اس کتاب کو اس مقصد کے لیے پڑھنے کا خواہش مند ہو کہ وہ دیکھے کہ اسلام انسان کو تفریح کے کون سے مواقع مہیا کرتا ہے تو اسے اس کتاب سے زیادہ مواد میسر نہیں آئے گا لیکن جو اس کتاب کو اس غرض سے پڑھے گا کہ مجھے اپنی تفریح کو محدود رکھنے کے لیے کن ہدایات پر عمل کرنا ہوگا یا انسان کی تفریح پر اسلام کون کون سی پابندیاں عائد کرتا ہے تو ہو اس کتاب میں اپنے لیے بھرپور راہنمائی پائے گا۔

اس کتاب کو میں نے بڑے اشتیاق سے دیکھا، بہت غور سے پڑھا اور بہت احتیاط سے سمجھنے کی کوشش کی اس کو مواد کے اعتبار سے مشرقی و مغربی حوالوں سے آراستہ پایا۔ تفریح کی تعریف اگر یہ ہے کہ فارغ اوقات میں دلچسپی کے مشاغل اختیار کرنا تو تمام فرائض، عبادات اور تیاری جہاد اور دفاع جیسے امور تفریح کا حصہ نہیں رہتے جیسا کہ کتاب میں ان تمام امور کو تفریح کے زمرے میں شمار کیا گیا ہے اور اسلام میں تفریح کے اصول کے تحت بیان ہونے والے عنوانات (۱) مقصدیت (۲) حرمت (۳) فرائض سے ہم آہنگ (۴) صنف جنس (۵) مقدار اور تفریح کی اسلامی حدود مثلاً دیگر ادیان سے مشابہت سے اجتناب، غیر فطری ذرائع سے اجتناب، ضرر رسانی سے اجتناب، افراط وتفریط سے اجتناب، ممنوعہ اوقات سے اجتناب، اسراف وتبذیر سے اجتناب کی موجودگی میں کسی قسم کی تفریح کے لیے وقت نکالا جاسکتا ہے اور نہ چاہت اور شوق سے کسی تفریح کی جانب متوجہ ہوا جاسکتا ہے۔

مواد کے اعتبار سے یہ کتاب بھی ترک کو اختیار پر ترجیح دینے کا ذریعہ بننے والی کتب میں شمار کئے جانے کے قابل ہے اگرچہ موضوع سے متعلق ذیلی عنوانات کی کثیر تعداد زیر بحث لائی گئی ہے اور ہر عنوان پر قرآن وحدیث کے حوالوں سے بات کی گئی ہے مگر تشریحات میں احتیاط کا پہلو غالب ہے بظاہر احتیاط بہت اچھا لفظ ہے اور قابل قدر رویہ ہے مگر احتیاط کے نام پر اعمال و افعال کے منفی پہلو نکال نکال کر ان کی خرابیوں کے انبار لگا دینے سے معاشرے میں بے احتیاطوں کی کثرت ہو جاتی

Marfat.com

ہے اور محتاط بہت قلیل تعداد میں باقی بچتے ہیں ان باقی بچ رہنے والوں میں بھی بعض لوگ تشدد کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں اس طرح معاشرہ افراط وتفریط میں پڑ کر گھٹن اور تشدد کا شکار ہو جاتا ہے ترک کو اختیار پر ترجیح دینے کی مثال کتاب کے باب چہارم کی فصل چہارم کا دوسرا مبحث ہے جس کا عنوان کھانے اور ضیافتیں ہے۔ اس مبحث کے دو حصے ہیں ایک مسنون طریقہ اور دوسرا اضیافت کے ناجائز انداز مسنون طریقہ کا ذیلی عنوان ایک بھی نہیں ہے جب کہ اس کا مواد صرف اڑھائی صفحات پر مبنی ہے تفریح کے اسلامی تصور کو اس انداز سے بیان کرنے سے یہ تاثر قائم ہوتا ہے کہ اسلام میں کرنے کے کام کم اور نہ کرنے کے زیادہ ہیں یا دوسرے الفاظ میں تفریح کے مواقع کم اور ممنوعات زیادہ ہیں یہ دور زوال وجمود کا وہ انداز فکر ونظر ہے جس نے فرد کو آزادی دینے کی بجائے پابندیوں میں جکڑ کر رکھ دیا ہے شارع نے جن باتوں میں اہل ایمان پر بھروسہ کر کے، خیر وشر کے اختیار کو ان کے انتخاب پر منحصر کر کے ان پر اعتماد کا اظہار کیا تھا، ہمارے اہل علم نے ان سے وہ آزادی چھین کر ہر قدم پر راہنمائی کے نام پر ان پر پابندیوں کا بوجھ لاد دیا اور سمجھا کہ اسلام کے تقاضے اس طریقے سے پورے ہوں گے حالانکہ یہ طریق کار کبھی بھی سود مند نہیں رہا۔

مؤلف کتاب نے تفریح کا اسلامی تصور سامنے لانے کی جستجو کی ہے مگر اس پر غلبہ تفریح کے غیر اسلامی تصورات کے بیان کا رہا اور وہی نمایاں ہو کر سامنے آئے۔ کتاب میں تفریح کو فرد کی زندگی کے لے مفید اور ضروری قرار دینے کے بارے میں جو مواد پایا جاتا ہے وہ زیادہ تر مغربی مفکرین کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے جب کہ عہد نبوی کی تفریحی سرگرمیوں کو بیان کر کے، زمانے کی ترقی نے جو مزید تفریحی سرگرمیاں پیدا کر دی ہیں ان کے بارے میں وہی احتیاط کا دامن مضبوطی سے پکڑنے کے رویہ کا اظہار ہوتا ہے مثلاً عہد نبوی کے کھیل میں پیدل دوڑ، گھوڑ دوڑ، اونٹ دوڑ، کشتی رانی، تیر اندازی، برچھیوں سے کھیلنا، شکار کرنا، جیسے کھیلوں کے تذکرہ کے بعد چار قسم کے ناجائز کھیلوں کا ذکر کر کے آخر میں خلاصہ ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے "الغرض کھیلوں کی شریعت میں اجازت ہے، خود صحابہ کرام نے بھی مختلف کھیل کھیلے جو اگرچہ زیادہ تر جنگی نوعیت کے تھے تاہم منع صرف ان سے کیا گیا ہے جو امت کے حق میں ضرور تکلیف کا باعث بن سکتے ہوں" دور حاضر میں جو کھیل ایجاد ہوئے اور

Marfat.com

پوری دنیا میں کھیلے جاتے ہیں ان کے جواز کے بارے میں خوشی دلی کے ساتھ ذکر ہوتا تو تفریح کا اسلامی تصور زیادہ نمایاں ہو کر سامنے آتا۔ چونکہ علماء کرام نے ان کھیلوں کو لغو اور وقت کا ضیاع قرار دے کر انہیں ناپسندیدہ قرار دیا ہوا ہے اس لیے فاضل مؤلف بھی ان کو جائز قرار دینے کی ہمت نہیں کر سکے اور قاری کو انہی پابندیوں کا شکار چھوڑ کر خود آگے بڑھ گئے۔

221 صفحات کی یہ کتاب مناسب کاغذ کمپیوٹر کی کمپوزنگ کے ساتھ خوبصورت جلد میں چھپی ہوئی موجود ہے جب کہ اس پر کوئی قیمت درج نہ ہے قیمت کے درج نہ ہونے اور ناشر ادارے کے نام یعنی ''دولت کارپوریشن'' سے محسوس ہوتا ہے کہ اس کتاب کو فی سبیل اللہ تقسیم کرنے کے لیے شائع کیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو بہت نیک جذبہ ہے اللہ تعالیٰ نیکی کے اس جذبہ کو قبولیت کے شرف سے نوازے مؤلف کتاب اور ناشران کی نیکیوں کو قبول فرمائے جملہ مسلمین کو اس کتاب سے استفادہ کی توفیق عطاء فرمائے (بقیہ دیکھئے صہ ۱ پر)

تنزلات ستہ اور اللہ کی مجبوری

ابن عربی نے اللہ اور کائنات کے درمیان ربط اور تخلیق کے حقائق کو وحدۃ الوجود کے فلسفہ میں پیش کیا ہے اس فلسفہ کے تحت کائنات کو اللہ سے صادر کرنے کے لیے ابن عربی نے تنزلات کے چھ تعینات مقرر کیے ہیں تعین اول کا نام وحدیت ہے جس کا دوسرا نام حقیقت محمدیہ ہے اس تعین اول میں اللہ کی ذات وصفات کا اجمال ہے اور دوسرا تنزل جس کا نام واحدیت ہے اس اجمال کی تفصیل ہے وجودیہ نظریہ کے تمام سکالرز، علماء اور مشائخ اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ ان تنزلات ستہ میں سے جو پہلے تین تنزلات ہیں ان کو مراتب الٰہیہ میں داخل کرتے ہیں یعنی احدیت، وحدیت اور واحدیت پر مراتب کونیہ (کائنات) کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ پہلا تنزل جس کا دوسرا نام حقیقت محمدیہ ہے جو فلاسفہ کے نزدیک ''عقل اول'' ہنود کے نزدیک ''برہما'' نصاریٰ کے نزدیک ''کلمۃ اللہ'' مجوس کے نزدیک روحانیات کا سلسلہ ''بریلویت، دیوبندیت اور مرزائیت کے نزدیک ''حقیقت محمدیہ'' اور پرویزیت اسے ''الوہیاتی توانائی'' (Divine Energy) سے تعبیر کرتی ہے''

Marfat.com

کتاب نامہ

الف۔القرآن الکریم

۱۔ابومحمد عبدالحق الحقانی، تفسیر فتح المنان، شیخ غلام علی اینڈ سنز کشمیری بازار، لاہور

۲۔ابوالکلام احمد آزاد، تفسیر ترجمان القرآن، اسلامی اکادمی ۱۷۔اردو بازار، لاہور

۳۔ابی جعفر محمد بن جریر الطبری، جامع البیان عن تاویل ای القرآن، شرکۃ مکتبہ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ بمصر، ۱۹۵۴ء

۴۔ابی عبداللہ محمد بن احمد القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، دارالکاتب العربی للطباعۃ والنشر بمصر، ۱۹۶۷ء

۵۔ابی بکر احمد بن الرازی الجصاص، احکام القرآن، دارالکتاب العربی، بیروت لبنان

۶۔جلال الدین السیوطی، الاکلیل فی استنباط التنزیل، دارالکتاب العربی بالقاہرہ

۷۔حسین الذہبی، الدکتور محمد، التفسیر والمفسرون، دارالکتب الحدیثہ، ۱۴ شارع الجمہوریہ، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۹۷۶ء

۸۔سعید احمد کاظمی، سید، التبیان، مع البیان، کاظمی پبلیکیشنز انوار العلوم ملتان، ۱۹۹۳ء ایڈیشن اول

۹۔عمادالدین ابی الفداء اسماعیل بن کثیر، تفسیر ابن کثیر، دارالقرآن بیروت لبنان ۱۹۸۱ء

۱۰۔ناصرالدین ابی الخیر عبداللہ بن عمر البیضاوی، انوار التنزیل واسرار التاویل، شرکۃ مکتبہ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ بمصر، ۱۹۳۹ء

(ب) احادیث

۱۔اشرف علی تھانوی، محمد، مولانا، التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف (ترجمہ اردو تکمیل التصرف فی تسہیل التصرف، مکتبہ اشرف الرحمٰن شیخوپورہ

۲۔اسماعیل بن محمد بن عبدالہادی العجلونی، الشیخ، کشف الخفاء ومزیل الالباس، دارالکتب والعلمیہ بیروت لبنان، ۲۰۰۱ء

۳۔جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی، اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ، المکتبہ الحسینیۃ المصریۃ بالازہر

Marfat.com

۴.محمد ابن السید درویش الشهیر بالحوت البیروتی ،الشیخ تنزیه الشرعیه ،مصطفیٰ البابی الحلبی بمصر ،۱۳۴۶ھ؛

۵.....،اسنی المطالب فی احادیث مختلفة المراتب، مصطفیٰ البابی الحلبی بمصر ،۱۳۴۶ھ

۶۔ابی الفرج عبدالرحمٰن بن علی ابن الجوزی، العلل المتناہیۃ فی الاحادیث الواہیۃ ،دارانشر الکتب الاسلامیہ۲۔شارع شیش محل لاہور پاکستان

۷۔ابی عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، المکتبۃ الاثریۃ جامع مسجد اہلحدیث باغوالی سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ، پاکستان۔

۸. مصطفی السباعی،الدکتور، الشیخ ، السنة ومکانتها فی التشریع الا سلامی ،دارنشر الکتب الاسلامیه۲ .شارع شیش محل لاهور،الطبعة رابعة ،۱۹۸۵ء

۹۔محمود الطحان،الدکتور، تیسیر مصطلح الحدیث، نشر السنہ ملتان

۱۰۔ملاعلی قاری، بالموضوعات الکبیر ،فی المطبع المجتبائی الواقع فی بلدۃ دہلی

۱۱۔ناصر الدین البانی، الشیخ ،محمد، الاحادیث الضعیفہ والموضوعۃ ،المکتبہ الاثریۃ جامع مسجد اہلحدیث باغوالی ہل سانگلہ ضلع شیخوپورہ، پاکستان۔

(ج) کتب ورسائل

۱۔ابن ابی العز، الشیخ ، شرح العقیدہ الطحاویۃ ،المکتب الاسلامی بیروت،۱۴۰۰ھ

۲۔ابوالحسن علی ندوی، سید، انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنو، ایڈیشن پنجم، ۱۵دسمبر ۱۹۶۷ء

۳۔.....، تاریخ دعوت وعزیمت، مجلس وتحقیقات ونشریات اسلام دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنوء، ایڈیشن اول، اپریل ۱۹۶۳ء

۴۔ابوالخیر اسدی، علامہ، ام الکتاب میں اللہ کا تعارف، مجلس نشر السنہ مخدوم رشید ملتان، ۱۹۹۵ء

۵۔.....، فلسفہ توحید کی عجمی تشکیل، ادارہ اسلامیہ مخدوم رشید ملتان

۶۔.....، تفہیم نبوت میں وحدۃ الوجود کے قدیم اثرات، مجلس نشر السنہ مخدوم رشید ملتان

۷۔.....، مقام نبوت کی عجمی تعبیر، مجلس نشر السنہ مخدوم رشید ملتان

۸۔.....، بروزی نبوت، مجلس نشر السنہ مخدوم رشید ملتان

۹۔ابوالکلام احمد آزاد، غبار خاطر، اسلامی اکادمی ۱۷۔اردو بازار لاہور

۱۰۔.....، مقالات ابوالکلام آزاد، اسلامی اکادمی ۱۷۔اردو بازار لاہور

۱۱۔ابوعبداللہ ابن قیم جوزی، علامہ، مدارج السالکین، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

۱۲۔ابی بکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی، الشیخ، کتاب الاسماء والصفات، طبع بانوار احمدی بالہ آباد ،الہند، ۱۳۱۳ھ

۱۳. ابی حنیفة النعمان بن ثابت شرح الفقه الاکبر، (ملا علی قاری) قدیمی کتب خانه آرام باغ کراچی

۱۴. احسان الٰہی ظہیر، علامه، الشیعة والتشیع، اداره ترجمان السنه ۴۷۵ شادمان لاهور، ۱۹۸۴ء

۱۵۔احمد سعید ہمدانی، پروفیسر، سید، احوال ومقامات سلطان باہو، اسلامک بک فاؤنڈیشن پاکستان

۱۶۔احمد سرہندی مجدد الف ثانی، شیخ، مکتوبات ربانی (مترجم قاضی عالم الدین مجددی) ادارہ اسلامیات ۔۱۹۰۔انارکلی، لاہور

۱۷۔اسماعیل شہید، محمد، ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت والضریح، در مطبع صدیقی واقع لاہور

۱۸۔.....، صراط مستقیم، مطبوعہ مجتبائی دہلوی

۱۹۔.....عبقات اردو، ادارہ اسلامیات لاہور

۲۰۔اشرف علی تھانوی، مولانا، المورد الفرخی فی المولد البرزخی، مکتبہ اشرف الرحمٰن، شیخوپورہ

۲۱۔.....، التکشف عن مہمات التصوف، یونیورسٹی بک ایجنسی کابلی گیٹ پشاور

۲۲۔.....، نوادر النوادر، ج ۲، مکتبہ اشرف العلوم دیوبند سہارنپور، ۱۳۶۵ھ

Marfat.com

۲۳۔الطاف احمد اعظمی، وحدۃ الوجود ایک غیر اسلامی نظریہ، دوست ایسوسی ایٹس، الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور،
۲۴۔امداد اللہ مہاجر مکی، شیخ، شمائم امدادیہ، مدنی کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
۲۵۔انور شاہ کشمیری، محمد، نطق انور، مرتب سید احمد رضا بجنوری، مکتبہ ناشر العلوم بخارا روڈ بجنور یوپی
۲۶۔آیت اللہ کمرہ ای، امالی شیخ وصدوق، کتاب خانہ اسلامیہ تہران خیابان پامنار، ۱۳۶۲ھ
۲۷۔باقر مجلسی، العلامۃ، محمد، ملا، مراۃ العقول فی شرح آل الرسول، دار الکتب الاسلامیہ، تہران،
الطبعۃ الثانیۃ ۱۳۴۳ھ
۲۸۔بدر الدین سرہندی، علامہ، حضرات القدس اردو، دفتر دوم، (مرتب ومترجم، محمد اشرف
نقشبندی)، مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ، ۱۴۰۳ھ ص ۱۳۴
۲۹۔برنیئر فرانسیسی، ڈاکٹر، شاہجہاں کے ایام اسیری اور عہد اورنگ زیب (مترجم خلیفہ سید محمد
حسین) نفیس اکیڈمی اسٹریچن روڈ، کراچی، ایڈیشن دوم، مارچ ۱۹۶۷ء
۳۰۔تاراچند، ڈاکٹر، تمدن ہند پر اسلامی اثرات، مترجم محمد مسعود احمد، دسمبر ۱۹۶۴ء، مجلس ادب ترقی
۲ کلب روڈ لاہور
۳۱۔تقی الدین ابن تیمیہ الحرانی، شیخ الاسلام، کتاب بغیۃ المرتاد، بمطبعۃ کردستان العلمیۃ بمصر
القاہرہ ۱۳۲۹
۳۲.....شرح عقیدۃ الواسطیہ، الریاسۃ العامۃ وادارت البحوث العلمیہ والافتاء والدعوۃ
والارشاد، الریاض المملکۃ العربیہ السعودیہ، ۱۴۰۳ھ
۳۳۔.....، مجموعۃ الفتاویٰ تخریج وغیرہ عام الجزار۔انور الباز، مکتبۃ العبیکان،
المملکۃ السعودیۃ العربیۃ الریاض
۳۴۔حبیب الرحمٰن کاندھلوی، علامہ، مذہبی داستانیں، الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ رجسٹرڈ، ون۔اے
۳/۷ ناظم آباد کراچی، مارچ ۱۹۹۱ء ایڈیشن ۴
۳۵۔حامد علی، سید، ہندومت اور توحید، ادارہ شہادت حق ۲۵۰۳ بلیماران دلی نمبر ۶، ایڈیشن دوم دسمبر ۱۹۶۶ء
۳۶۔حفظ الرحمٰن سیوہاروی، قصص القرآن، ندوۃ المصنفین دہلی، ایڈیشن ۴ نومبر ۱۹۵۹

۳۷۔خدا بخش اظہر، محمد، مناقب کاظمی، مکتبہ اسلامیہ رضویہ نوری جامع مسجد شجاع آباد، ۱۹۸۷ء
۳۹۔دین محمد شفقی عہد پوری، فلسفہ ہندو یونان، مجلس ترقی ءادب ۲۔نرسنگھ داس گارڈن، کلب روڈ، لاہور
۴۰۔سلطان باہو، رسالہ روحی، مترجم محمد شریف رضوی مظہری بلڈنگ ۹ جان محمد روڈ انارکلی لاہور
۴۱۔سلیمان ندوی،، سید، سیرت النبیؐ، ایڈیشن چہارم، مطبع شہر اعظم گڑھ ۱۹۶۶ء
۴۲۔شاہ اسماعیل قادری، نور الحقیقت، مرتب، سید پروفیسر عطاء اللہ حسینی، گردیزی پبلشرز
۱/۳۲۶، اسلام گنج، لسبیلہ ہاؤس نشتر روڈ کراچی نمبر ۵، ۱۹۸۱ء
۴۳۔ شهاب الدين احمد بن ادريس المالكى المعروف بالقرافى ،الشيخ، كتاب الاجوبة الفاخرة،طبع بمطبعة الموسوعات بشارع باب الخلق بمصر
۴۴۔شاہ رفیع الدین دہلوی، محدث، دمغ الباطل، تصحیح وتقدیم عبدالحمید سواتی، ادارہ نشر واشاعۃ مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ، مارچ ۱۹۷۶
۴۵۔شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی، انفاس رحیمہ فارسی، مطبوعہ مجتبائی دہلی
۴۶۔شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، فتاویٰ عزیزی کامل، ایچ، ایم سعید کمپنی، ادب منزل پاکستان چوک کراچی، اکتوبر ۱۹۷۶
۴۷۔شاہ گل حسن، تذکرہ غوثیہ، دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی نمبر ۱، ۱۹۸۰
۴۸۔شاہ ولی اللہ، محدث دہلوی، قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین، در مطبع مجتبائی واقع دہلی، ۱۳۱۰ھ
۴۹۔.....، مکتوب مدنی، (مترجم محمد حنیف ندوی) ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور، اپریل ۱۹۶۵ء
۵۰.....، فیصلہ وحدۃ الوجود والشہود۔ناشر محمد عبدالعلیم مطبع مجتبائی دہلی
۵۱۔۔۔۔، ہمعات، مترجم پروفیسر محمد سرور، سندھ ساگر اکادمی ۶۔اے یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، ۱۹۹۹ء
۵۲۔شبلی نعمانی، علامہ، سوانح مولوی روم، ایم ثناء اللہ خاں اینڈ سنز ۲۶ ریلوے روڈ لاہور، ۱۹۵۶ء
۵۳۔شمس الدین ابی عبداللہ، محمد، الشہیر بابن قیم الجوزی، کتاب شفاء العلیل فی مسائل القضاء والقدر والحکمۃ والعلیل، طبع بالمطبعۃ الحسینیۃ المصریۃ، ۱۳۲۳ھ

Marfat.com

۵۴۔.....، کتاب الروح، بمطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیۃ الکائنۃ بحروسۃ حیدرآباد الدکن، ۱۳۵۷ھ، ایڈیشن سوم:

۵۵۔صدیق حسن خان، نواب، انتقاد الرجیح فی شرح العتقاد الصحیح، المدینہ بھوپال باالاقطار الہندیہ

۵۶۔.....، ریاض الرتاض وغماض العریاض، طبع فی المطبع الشاہجہانی الکائن فی بھوپال الحمیۃ ۱۲۹۷ھ

۵۷۔ظفر اقبال خان، پرویزیت کے الہیاتی تصورات، ادارہ اسلامیہ حویلی بہادر شاہ جھنگ ۲۰۰۳ء

۵۸۔عاشق الٰہی میرٹھی، محمد، تذکرۃ الرشید، مکتبہ عاشقیہ والمطبعۃ الخیریہ ومصریہ قیصر گنج روڈ میرٹھ، دہلی ۲

۵۹۔عبداللہ روپڑی، محدث، فتاویٰ اہلحدیث، مرتب الشیخ ابوالسلام محمد صدیق، ادارہ احیاء السنۃ النبویہ، ڈی بلاک سٹیلائیٹ ٹاؤن سرگودھا، ۱۹۸۳ء، ایڈیشن دوم

۶۰۔عبیداللہ سندھی، مولانا، شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ، سندھ ساگر اکادمی ۲۱۔عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور

۶۱۔عبدالباری ندوی، تجدید تصوف وسلوک، نفیس اکیڈیمی کراچی، ایڈیشن سوم، جون ۱۹۶۲ء

۶۲۔.....جامع المجددین، مہتمم مکتبہ تجدیددین شبستان قدم رسول ہارڈنگ روڈ (لکھنو)

۶۳۔عبدالرحمٰن جامی، لوائح جامی، مطبوعہ نولکشور ۱۹۱۲ء

۶۴۔عبدالرحمٰن لکھنوی، کلمۃ الحق، (مترجم عرفان احمد واحمد حسین خان، معرفۃ الحق)، مجددی کوچہ ککے زیاں منزل نقشبندیہ بازار کشمیری لاہور

۶۵۔عبدالحکیم انصاری، خواجہ، حقیقت وحدت الوجود، قاسم سنز پبلشرز ۳۰ آبکاری روڈ انارکلی لاہور نمبر ۲، مارچ ۱۹۷۲ء

۶۶۔عبدالمنان، مولانا، برکات درود وسلام اور آنحضرت کا ارفع مقام مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ حال محلہ رنگپورہ گجرات

۶۷. عبدالکریم الجیلی، الشیخ، الانسان الکامل فی معرفت الاواخر والاوائل، طبع بمصر:

۶۸۔عبدالماجد دریابادی، تصوف اسلام، دارالمصنفین اعظم گڑھ، ایڈیشن دوم

۶۹۔علی عباس جلالپوری، پروفیسر، اقبال کا علم کلام، تخلیقات علی پلازہ ۳ مزنگ روڈ، لاہور

۷۰۔فضل الحسن حسرت موہانی، کلیات حسرت موہانی، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، لاہور، ایڈیشن ۳، ۱۹۶۴ء

۷۱۔محمد ابوزہرہ مصری، حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہ، مترجم رئیس احمد جعفری ندوی، المکتبۃ السلفیۃ شیش محل روڈ، لاہور، جولائی ۱۹۶۱ء

۷۲۔محمد انور قادری، صوفی، انوار الوحدت، مکتبہ رحمانیہ دارالسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ، ۱۹۸۹ء

۷۳۔محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، پروفیسر، انسان اور کائنات کی تخلیق وارتقاء، ادارہ منہاج القرآن ۱۳۶۵ ایم ماڈل ٹاؤن لاہور، نومبر ۱۹۸۹ء

۷۴۔محمد فضل حق، علامہ، خیرآبادی، بالروض المجود، مطبع مفید الاسلام حیدرآباد دکن، ۱۳۱۳ھ

۷۵۔مہر علی شاہ، پیر، فتاویٰ مہریہ، پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور، جنوری ۱۹۸۸ء

۷۶۔.....، تحقیق الحق فی کلمۃ الحق، پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور، جنوری ۱۹۸۸ء

۷۷۔محمد قاسم نانوتوی، جمال قاسمی (مرتب اوّل ودوم سید جمال الدین دہلوی، عبدالاحد در مطبع مجتبائی واقع دہلی، ۱۳۲۷ھ

۷۸۔محمود شبستری، شیخ، مفاتیح الاعجاز اردو ترجمہ شرح گلشن راز، شیخ الٰہی بخش محمد پرنٹر مطبوعہ ہند پریس لاہور

۷۹۔محی الدین، ابن عربی، فصوص الحکم، س ن۔۔۔۔۔۔۔۔

۸۰۔۔۔۔۔۔۔۔۔، ابن عربی، فتوحات مکیہ، س ن۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۸۱۔میر درد، خواجہ، علم الکتاب، طبع فی المطبع الانصاری الواقع فی الدہلی، ۱۳۰۸ھ

۸۲۔میر ولی الدین، ڈاکٹر، قرآن اور تصوف، مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اجناح روڈ کراچی

۸۳۔وحید الزمان، علامہ، کتاب ہدیۃ المہدی، در مطبع میور پریس واقع شہر دہلی، ۱۳۲۵ھ

۸۴۔یوسف سلیم چشتی، شرح ارمغان حجاز، عشرت پبلشنگ ہاؤس متصل لائن ہسپتال روڈ لاہور

۸۵۔یونس خان ایڈووکیٹ، الٰہیات، تصوف اور علم الکلام، خان بک کمپنی 25-c/3 لوئر مال لاہور

۸۶۔رسالہ اہل حدیث امرتسر، ثناء اللہ امرتسری، جولائی ۱۹۴۶ء

۸۷۔رسالہ اسرار تصوف لاہور، اکتوبر ۱۹۲۴ء، نور وحدت، ترجمہ سرور وحدت

۸۸۔سہ ماہی ''اسلامائزیشن'' مدیر اعلیٰ ظفر اقبال خان شمارہ نمبر ۱۳۔۱۴

Marfat.com

ملت اسلامیہ کے لیے لمحہ فکریہ!

عصر حاضر میں ملت اسلامیہ کے بعض مکاتب فکر غیر اسلامی عقائد ونظریات میں مبتلا ہیں۔ ہر مسلمان کا حق ہے کہ اپنی نجات کے لئے اپنے عقائد ونظریات کا قرآن کریم کی روشنی میں احتساب کر کے اپنا دامن قرآن سے وابستہ کرے اور غیر اسلامی عقائد سے توبہ کر لے تا کہ مسلمان ہو کر مر سکے۔

؎ اظہار حق مومن کی شان ہے کتمان حق کفر کی پہچان ہے

برادران اسلام:۔آپ حضرات کی خدمت میں التماس ہے کہ ہمیں آپ سے چند باتوں میں اختلاف ہے جو عقیدہ سے متعلق ہیں آپ انصاف کی روشنی میں ان کے بارے میں اپنے عقائد کا جائزہ لیں۔نظریہ وحدۃ الوجود جو کہ ایک کشفی اختراعی فلسفی نظریہ ہے۔جسے آپ ﷺ کے چھ سو سال بعد ابن عربی نے مدون کیا ہے جو کہ تحقیق کی روشنی میں تعلیمات وحی کے سراسر خلاف ہے۔اس سے ایک تو اللہ تخلیق کائنات کے لیے مجبور ومضطر ثابت ہوتا ہے اور قیامت کا انکار لازم آتا ہے۔

مثلاً وحدۃ الوجود میں ثابت ہے کہ کائنات کا وجود اللہ کا غیر نہیں ہے اس کا وجود علیحدہ نہیں بلکہ اللہ کے مظاہر ہیں۔کائنات اللہ کی عین ہے ساری کائنات اللہ کی مختلف شکلیں ہیں اس لئے وجودی کلمہ لا موجود الا اللہ کہنا حق سمجھتے ہیں۔	قرآن کریم سے ثابت ہے کہ ساری کائنات اللہ کی غیر ہے۔اللہ خالق ہے یہ مخلوق ہے، اللہ رب ہے، یہ مربوب ہے، اللہ ازلی وابدی ہے، یہ حادث وفانی ہے کائنات اللہ کی عین نہیں۔نظریہ عینیت کفر ہے۔
وجودیہ علماء ومشائخ کا عقیدہ ہے کہ لا موجود الا اللہ اللہ کے سوا کچھ موجود نہیں ہمہ اوست سب کچھ اللہ ہی ہے۔	قرآن میں کلمے کا مفہوم یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ موجود نہیں ہے

Marfat.com

ان کا عقیدہ ہے اللہ نے سب سے پہلے اپنے نور سے نبی کا نور پیدا کیا پھر اس سے ساری کائنات ظاہر کی۔ انا من نور اللہ۔۔۔	قرآن میں ہے لم یلد ولم یو لد اللہ تعالیٰ یکتا ہے نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے نہ ہی اس سے کوئی پیدا ہوا ہے۔
ان کا عقیدہ ہے محمد ﷺ اللہ کا تعین اول اور ذات وصفات الٰہی کے مظہر اتم یعنی عین اللہ ہیں	قرآن میں ہے وہ انسان کافر ہیں جو کائنات کو اللہ کا عین سمجھتے ہیں جیسے عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو عین اللہ کہتے ہیں۔
ان کا عقیدہ ہے اللہ نے سب سے پہلے مادہ کائنات حقیقت محمدیہ کو ظاہر کیا پھر اس سے ساری کائنات صادر کی۔	قرآن میں ہے اللہ تعالیٰ فاطر اور بدیع ہے اس نے کائنات کو اپنی مشیت اور قدرت سے تخلیق کیا ہے
ان کا عقیدہ ہے کہ کائنات زندہ ہے اس کی دلیل یہ ہے محمد ﷺ حیات ہیں اور ذات عالم میں موجود ہیں	قرآن میں ہے کائنات کا نظام صحیح چل رہا ہے اس بات کی دلیل ہے اللہ تعالیٰ کی معیت علمی موجود ہے
ان کا عقیدہ ہے مافوق الاسباب علم تصرف اولیا جادوگروں دجال اور مسیح موعود کو حاصل ہوگا	قرآن میں ہے مافوق الاسباب علم، تصرف اور قوت کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے
ان کا عقیدہ ہے کہ لولاک۔۔۔ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو کائنات کی کوئی شے نہ ہوتی۔	قرآن میں ہے کہ ہم نے ہر شے کو عدم سے تخلیق کیا ۔
ان کا عقیدہ ہے کنت نبیاً۔۔۔ میں اس وقت نبی تھا جب آدم علیہ السلام آب وگل میں تھے۔	قرآن میں ہے پہلے انسان اور نبی آدم علیہ السلام ہیں ساری اولاد اور انبیاء کرام بعد میں ہیں۔
ان کا عقیدہ ہے کہ محمد ﷺ آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے بالفعل نبی تھے۔	قرآن میں ہے وما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان نزول قرآن سے قبل محمد ﷺ کو نبوت کی امید نہ تھی

Marfat.com

ان کا عقیدہ ہے محمد ﷺ قبل وحی اور قبل وجود کامل نبی اور نبیوں کے معلم ہیں۔	قرآن میں ہے نزول وحی سے قبل محمد ﷺ کو کتاب اللہ اور ایمان کا علم نہ تھا۔
ان کا عقیدہ ہے نبوت کے لیے کسی شرط کی ضرورت نہیں غیر بشر بھی نبی بن سکتا ہے محمد ﷺ کی روح بھی نبی تھی۔	قرآن میں ہے نبوت کے لیے شرط ہے مذکر وجود اور امت موجود ہو اور وحی کا نزول بھی ہو۔
ان کا عقیدہ ہے تمام انبیا کو نبوت محمد ﷺ سے ملی ہے آپ ﷺ نبوت بخش ہیں۔	قرآن میں ہے نبوت کا انتخاب اللہ کی مشیت اور علم پر موقوف ہے
ان کا عقیدہ ہے سب انبیاء کو نبوت محمد ﷺ سے ملی ہے اس بے خبری کا کیا مطلب ہے۔	قرآن میں ہے محمد ﷺ بہت سے انبیاء کے حالات سے بے خبر ہیں۔
ان کا عقیدہ ہے کہ سب انبیاء کے دور میں آپ ﷺ موجود تھے بلکہ ان کو سبق آپ ہی دیتے تھے	قرآن میں ہے کہ محمد ﷺ تخلیق آدم واقعہ یوسف مدین اور کوہ طور میں موجود نہ تھے۔
ان کا عقیدہ ہے محمد ﷺ اصل اور بذات نبی ہیں باقی اصل نہیں بلکہ بالعرض نبی ہیں آپ ﷺ کا عکس اور ظل ہیں۔	قرآن میں ہے انبیاء اللہ کے سچے اور مستقل نبی ہیں لا نفرق بین احد من رسلہ ان میں تفریق نہ کرو
ان کا عقیدہ ہے محمد ﷺ کے بعد عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے لیکن نیا نبی بھی آجائے تو خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔	قرآن میں ہے محمد ﷺ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد نبی ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں یہ آخری نبی ہیں انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

آپ حضرات ان دونوں میں سے کس کو صحیح سمجھتے ہیں، ایمانی جرأت کے ساتھ اپنے ایمان کا جائزہ لیں اور اپنے خیالات کو کاغذ پر قلم بند کر کے ادارہ کو ارسال کریں۔

پروفیسر سمیع اللہ قریشی جھنگ 14-1-2005

تازہ ترجمان القرآن میں آپ کی کتاب ''پرویزیت کے الٰہیاتی تصورات'' پر تبصرہ نظر سے گذرا۔ تبصرہ نگار نے اس پر تعریفی جملے لکھے ہیں میں سچ کہوں کہ میں ایک عمر سے چوہدری غلام احمد پرویز کی فکر سے بہت متاثر رہا ہوں ان کا اسلوب غیر معمولی اور غیر تقلیدی ہے بہرحال آپ نے اگر اس پر اس رنگ ہی میں کام کیا ان کے ہاں جو کچھ سہو یا تشکیک یا افراط وتفریط اور تناقضات ہیں انہیں کھول کر رکھ دیا ہے اور اس میں اگر آپ دیانتداری سے عہدہ برآ ہوئے ہیں اور بقول تبصرہ نگار کامیاب رہے ہیں تو یہ بڑی بات ہے حویلی بہادر شاہ سے اس طرح کی وقیع کتاب کا شائع ہونا اور آپ کا وجود وہاں ہونا میرے لیے تعجب خیزی ہے۔

27-2-2005

۲۔ایک سرسری نظر میں نے دونوں کتابوں کے مشمولات پر ڈالی ہے میری رائے میں آپ کو اپنا یہ کام پی ایچ ڈی کی ڈگری کے حصول کے لیے کسی جامعہ کو پیش کرنا چاہیے تھا۔اس کی محنت بے مثال ہے۔

ڈاکٹر پروفیسر قبلہ ایاز ڈین فیکلٹی علوم اسلامیہ پشاور یونیورسٹی پشاور 7-2-05

ماہنامہ ترجمان القرآن جنوری ۲۰۰۵ء میں ''پرویزیت کے الٰہیاتی تصورات'' کے بارے میں پڑھا براہ کرم اس کی کاپی ارسال کریں نیز سہ ماہی ''اسلامائزیشن'' بھی ہماری فیکلٹی کے لیے تبادلۂ جاری فرمائیں۔

فضل اللہ مہیسر ڈائریکٹر لائبریری سندھ 17-3-05

ہماری نظر میں اسلامائزیشن تحقیقی اور مؤقر جریدہ ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی منفرد حکمت وفکر کا حامل بھی ہے ادارہ اسلامائزیشن کے اغراض ومقاصد پڑھنے کا موقع میسر ہوا میں ان سے کامل اتفاق کرتا ہوں مجھے بہت ہی مسرت ہوئی ہے کہ آپ کا یہ کام جہاد بالقلم سے کم نہیں ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطاء فرمائے ایسے جرائد کو عوامی لائبریری میں عوام الناس اور خواص کے مطالعہ

کے لیے رکھنے کی ضرورت ہے۔

پروفیسر محمد نواز خان سیال عمرانہ جھنگ

چند روز پیشتر پروفیسر سمیع اللہ قریشی صاحب کے در دولت پر شرف ملاقات کے لیے حاضری دی تو انہوں نے آپ کی کتاب اور لیٹر مجھے دیکھایا نہایت قلبی مسرت وشادمانی کا وفور حاصل ہوا آپ جیسے نوجوان ایسے مسئلے میں اسلام کا درد چھپائے ہوئے ہیں اور اسے کتابی صورت میں ہویدا کرنے کی شب وروز مساعی جمیلہ کر رہے ہیں فرزندان توحید پستی ودرماندگی اور بے بسی کی جس اتھاہ گھاٹی میں پھنس چکے ہیں اس کا درماں وعلاج تلاش کرنا آپ جیسے مخلص واسلام کے وفا کیش صاحبان کے فرض میں شامل ہے بشرطیکہ موافق حالات وذرائع جو لانگاہ موجود ہو تب ہی کامرانی و کامگاری کی منزل مقصود سے ہمکنار ہونا ممکن ہے۔ جدید دور کا مسلم جس سنگینی ورنگینی کا ہدف لاخطا بن چکا ہے اس سے نکالنے کے لیے تن من دھن کی بازی لگانے کی اشد ضرورت ہے اور ایسا کارنامہ فرد واحد سرانجام نہیں دے سکتا ٹیم ورک کی ضرورت ہے۔ ماشاءاللہ آپ کے مشن کے مقاصد اعلیٰ و ارفع ہیں آپ کی کوششوں وکاوشوں کے لیے دعا کی جاسکتی ہے۔

میاں اسرار اللہ پشاور 21-2-05

پرویزیت کے الٰہیاتی تصورات سے ہمارے نوجوان لوگ خاص کر جن کے ذہنوں پر پرویز کے افکار اور سائنس ونیچر کے قوانین مسلط ہیں امید ہے کہ ان کے ابطال کے لیے یہ ایک مفید علاج ثابت ہوگا۔ آپ کے ادارہ کی جانب سے سہ ماہی اسلامائزیشن بھی جاری ہو چکا ہے اس سے نئے نئے افکار اور دلائل ملیں گے اور نوجوان نسل کو ان سے مسلح کیا جائیگا جیسا کہ آپ نے واضح کیا ہے کہ انسٹیٹیوٹ تعلیمی وفکری تحریک ہے۔ ہمارا جتنا بس چلتا ہے ہم اس تحریک کو متعارف کرنے اور لوگوں تک پہنچانے میں بھرپور طریقے سے آپ کا ساتھ دیں گے۔

فکرِ اسلامی کی تشکیلِ جدید کا واحد ترجمان

سہ ماہی

اسلامائزیشن

اشاعتِ خاص
توحید نمبر

فلسفۂ توحید
اور
وحدت الوجود کا تحقیقی مطالعہ

ظفر اقبال خان

ادارہ اسلامیہ حویلی بہادر شاہ جھنگ